کیا ہی احسان ہے حسن پہ تیرے رسول کا * یارب کے کلام کو صدقہ قبول کیا

الحمد للہ والمنۃ

کہ جلوہ نمائے ساکنانِ جنت غلغلۂ نعت بادمدح و ثنائے شانِ رسالت وایمانِ اہلِ سنت

یعنی

ذوقِ نعت

۱۳۲۶

معروف بہ

صلۂ آخرت

۱۳۲۶

مصنفہ

تاج دہانِ شاعرِ رسولِ اکرم مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن

رحمۃ اللہ علیہ

جس کو حضرت مولانا ابو البرکات علامہ سید احمد صاحب ناظم مرکزی مجلس حزب الاحناف لاہور نے شائع فرمایا

ہے پاک تنبیہ و فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے کیوں حجاب
کیا کام اس جگہ خرد ہرزہ تاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہ راز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاق دید کو
جلوہ بھی بے نیاز ہے اُس بے نیاز کا

ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں
عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سنا جو رحمت بیکس نواز کا

مانند شیشہ میری طرف تو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

بندہ پہ تیرے نفسِ لعیں ہو گیا محیط
اللہ کر علاج مری حرص و آز کا

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا — کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا — کونسی بزم میں روشن نہیں اِکتا تیرا

پھر نمایاں جو سرِ طور ہو جلوہ تیرا — آگ لینے کو چلے عاشقِ شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اُجالا تیرا — کیجیے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا

جلوۂ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا — کہ گلے ملکے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں — کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

ارنی گوئے سرِ طور سے پوچھے کوئی — کس طرح غش میں گراتا ہے تجلّے تیرا

پار اترتا ہے کوئی غرق کوئی ہوتا ہے — کہیں پایاب کہیں جوش میں دریا تیرا

باغ میں پھول ہوا شمع بنا محفل میں — جوشِ نیرنگ در آغوش ہے جلوہ تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں — آنکھیں مشتاق ہیں یہ دل میں ہے جلوہ تیرا

شہ نشیں ٹوٹے ہوئے دل کو بنایا اُس نے — آہ اے دیدۂ مشتاق یہ لکھا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم — کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا عشق میں پچھتے تھے — کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے — ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

دشتِ ایمن میں مجھے خاک نظر آئیگا — مجھ میں ہو کر نظر آتا نہیں جلوہ تیرا

ہر سحر نغمۂ مرغانِ نوا سنج کا شور — گونجتا ہے ترے اوصاف سے صحرا تیرا

وحشیِ عشق سے کھلتا ہی نہیں پردۂ یار — کچھ نہ کچھ چاک گریباں سے ہے رشتہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے — آپ کو کھو کے تجھے پاتے ہیں جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد — شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی — سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کو — اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا — پوچھئے جا کے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو — کون کہتا ہے کہ یوں سب سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھیے کس کی آنکھیں — دیکھنے کو تو ہے مشتاق زمانہ تیرا

میکدہ میں ہے ترا نام تو اذاں مسجد میں — وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

چاک ہو جائیں گے دل جیب و گریباں کس کے
دے نہ چھپنے کی جگہ راز کو پردہ تیرا

پیشوا مفلس و محتاج و گدا کون کہیں
صاحب جود و کرم وصف ہے کس کا تیرا

آفریں اہل محبت کے دلوں کو کہ یہ دوست
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولا ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوت دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جاتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا ہے محبوب ہے پیارا تیرا

نعت شریف

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجع کل ہے در والا تیرا

واہ اے عطر خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینا تیرا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑہ تیرا
وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا

لامکاں میں نظر آتا ہے اجالا تیرا
دور پہنچایا ترے حسن نے شہرہ تیرا

جلوۂ یار ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستا تیرا

یہ نہیں ہے کہ فقط ہے یہ مدینہ تیرا
تو ہے مختار دو عالم پہ ہے قبضہ تیرا

کیا کہے وصف کوئی دشت مدینہ تیرا
پھول کی جان نزاکت میں ہے کانٹا تیرا

کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے
تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

خسرو کون و مکاں اور تواضع ایسی
ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا

خوبرویان جہاں تجھ پہ فدا ہوتے ہیں
وہ ہے اے ماہ عرب حسن دل آرا تیرا

دشت پرہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضر ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا

بادشاہان جہاں بہر گدائی آئیں
دینے پر آئے اگر مانگنے والا تیرا

دشمن و دوست کو منہ ہے کشادہ یکساں
روئے آئینہ ہے مولیٰ در والا تیرا

پاؤں مجروح ہیں منزل ہے کڑی بوجھ بہت
آہ اگر ایسے میں پایا نہ سہارا تیرا

نیک اچھے ہیں کہ اعمال ہیں ان کے اچھے
ہم بدوں کے لئے کافی ہے بھروسا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

اونچے اونچوں کو ترے سامنے ساجد پایا
کس طرح سمجھے کوئی رتبہ اعلےٰ تیرا

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آمری جان میرے دل میں ہے رستا تیرا

کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدر پہ کہ ہوں
سگ ترا بندہ ترا مانگنے والا تیرا

اچھے اچھے ہیں ترے در کی گدائی کرتے
اونچے اونچوں میں بٹا کرتا ہے صدقا تیرا

بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہو
دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا تیرا

کیوں تمنا مری مایوس ہو اے ابرِ کرم
سوکھے دھانوں کا مددگار ہے چھینٹا تیرا

ہائے پھر خندہ بیجا مرے لب پر آیا
ہائے پھر بھول گیا راتوں کا رونا تیرا

حشر کی پیاس سے کیا خوف گنہگاروں کو
تشنہ کاموں کا خریدار ہے دریا تیرا

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

صدق نے تجھ میں یہاں تک تو جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے الٹ کو بھی تو جھوٹا تیرا

خاص بندوں کے تصدق میں رہائی پائے
آخر اس کام کا تو ہے یہ نکما تیرا

بندِ غم کاٹ دیا کرتے ہیں تیرے ابرو
پھیر دیتا ہے بلاؤں کو اشارا تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطا کاروں کو
میرے غمخوار دلِ شب میں یہ رونا تیرا

عملِ نیک کہاں نامۂ بدکاراں میں
ہے غلاموں کو بھروسا مرے آقا تیرا

بہرِ دیدار جھک آئے ہیں زمیں پر تارے
واہ اے جلوۂ دلدار چمکنا تیرا

اونچی ہو کر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جا کے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

اے مدینہ کی ہوا دل مرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

میرے آقا ہیں وہ ابرِ کرم سوزِ الم
ایک چھینٹے کا بھی ہوگا نہ یہ دہرا تیرا

اب حسن منقبتِ خواجۂ اجمیر سنا
طبع پُر جوش ہے رکتا نہیں خامہ تیرا

منقبت حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلےٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مے سرجوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بیخودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالا تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جو ریا ملنے عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کسقدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا

گلشن ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم روز برستا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیت خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِّ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خُدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کر رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحرِ بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تخت شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

رشک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آملے
کیوں کہوں رشک دہ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری ہیں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

نعت شریف

آسماں گر ترے تلووں کا نظارا کرتا
روز اک چاند تصدق میں اُتارا کرتا

طوفِ روضہ ہی پہ چکرائے تھے کچھ نا واقف
میں تو آپے میں نہ تھا اور جو سجدہ کرتا

صرصرِ دشتِ مدینہ جو کرم فرماتی
کیوں میں افسردگیٔ بخت کی پروا کرتا

چھپ گیا چاند نہ آئی ترے دیدار کی تاب — اور اگر سامنے رہتا بھی تو سجدہ کرتا

یہ وہی ہیں کہ گرو آپ اور ان پر مچلے — الٹی باتوں پہ کہو کیوں نہ سیدھا کرتا

ہم سے ذروں کی تو تقدیر ہی چمکا جاتا — مہر فرما کے وہ جس راہ سے نکلا کرتا

دھوم ذروں میں انا الشمس کی پڑ جاتی ہے — جس طرف سے ہے گزر چاند ہمارا کرتا

آہ کیا خوب تھا گر حاضرِ در ہوتا میں — ان کے سایہ کے تلے چین سے سویا کرتا

شوق و آداب بہم گرمِ کشاکش رہتے — عشق گم کردہ توان عقل سے الجھا کرتا

آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا — دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

بیخودانہ کبھی سجدہ میں سوئے در گرتا — جانبِ قبلہ کبھی چونک کے پلٹا کرتا

بام تک دل کو کبھی بالِ کبوتر دیتا — خاک پر گر کے کبھی ہائے خدایا کرتا

گاہ مرہم نہیٔ زخمِ جگر میں رہتا — گاہ نشتر زنیٔ خونِ تمنا کرتا

ہمرہِ مہر کبھی گردِ خطیرہ پھرتا — سایہ کے ساتھ کبھی خاک پہ لوٹا کرتا

صحبتِ داغِ جگر سے کبھی جی بہلاتا — الفتِ دست و گریباں کا تماشا کرتا

دلِ حیراں کو کبھی ذوقِ تپش پر لاتا — تپشِ دل کو کبھی حوصلہ فرسا کرتا

کبھی خود اپنے تحیر پہ میں حیراں رہتا — کبھی خود اپنے سمجھنے کو نہ سمجھا کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا بزم ہے کیسی ہے بہار — کبھی اندازِ تجاہل سے میں توبہ کرتا

کبھی کہتا کہ یہ کیا جوشِ جنوں ہے ظالم — کبھی پھر گر کے تڑپنے کی تمنا کرتا

ستھری ستھری وہ فضا دیکھ کے میں غرقِ گناہ — اپنی آنکھوں میں خود اس بزم میں کھٹکا کرتا

کبھی رحمت کے تصور میں ہنسی آ جاتی — پاسِ آداب کبھی ہونٹوں کو سیا کرتا

دل اگر رنجِ معاصی سے بگڑنے لگتا — عفو کا ذکر سنا کر میں سنبھالا کرتا

یہ مزے خوبیٔ قسمت سے جو پائے ہوتے — سخت دیوانہ تھا گر خلد کی پروا کرتا

موت اس دن کو جو پھر نام وطن کا لیتا — خاک اس سر پہ جو اس در سے کنارہ کرتا

اے حسنؔ قصدِ مدینہ نہیں رونا ہے یہی
اور میں آپ سے کس بات کا شکوہ کرتا

عاصیوں کو در تمہارا مل گیا — بے ٹھکانوں کو ٹھکانا مل گیا

فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی
مِل گیا سب کچھ جو طیبہ مِل گیا

کشفِ رازِ من رانی یوں ہوا
تم ملے تو حق تعالےٰ مِل گیا

بیخودی ہے باعثِ کشفِ حجاب
مِل گیا مِلنے کا رستا مِل گیا

اُن کے در نے سب سے مستغنی کیا
بے طلب بے خواہش اتنا مِل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضور
ڈوبتو نکلو سہارا مِل گیا

دونوں عالم سے مجھے کیوں کھو دیا
نفسِ خود مطلب تجھے کیا مِل گیا

آنکھیں پُرنم ہوگئیں سر جھک گئے
جب ترا نقشِ کفِ پا مِل گیا

کُھل گیا کیا چمن کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مِل گیا

ہے محبت کس قدر نامِ خدا
نامِ حق سے نام والا مِل گیا

اُن کے طالب نے جو چاہا پا لیا
اُن کے سائل نے جو مانگا مِل گیا

تیرے در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانا مِل گیا

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مِل گیا

دِل مرا دُنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجیے
اب تو جو ہونا تھا مولےٰ ہو گیا

عیب پوشِ خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا

رکھ دیا جب اُس نے پتھر پر قدم
صاف اِک آئینہ پیدا ہو گیا

دُور ہو مجھ سے جو اُن سے دُور ہے
اُس پہ میں صدقے جو اُن کا ہو گیا

گرمیٔ بازار مولےٰ بڑھ چلی
نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا

دیکھ کر اُن کا فروغِ حُسنِ پا
مہر ذرّہ چاند تارا ہو گیا

ربِّ سلّم وہ ادھر کہنے لگے
اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا

اُنکے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اس در سے گذارا ہو گیا

السّلام اے ساکنانِ کوئے دوست
ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا

اُنکے صدقے میں عذابوں سے چھٹے
کام اپنا نام اُن کا ہو گیا

سر وہی جو اُن کے قدموں سے لگا — دل وہی جو اُن پہ شیدا ہو گیا
حُسنِ یوسف پر زلیخا مٹ گئیں — آپ پر اللہ پیارا ہو گیا
اُسکو شیروں پہ شرف حاصل ہوا — آپ کے در کا جو کتا ہو گیا
زاہدوں کی خلد پر کیا دھوم تھی — کوئی جانے گھر یہ اُن کا ہو گیا
غول اُنکے عاصیوں کے آئے جب — چھنٹ گئی سب بھیڑ رستا ہو گیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسن
گلشنِ جنت گھر اُس کا ہو گیا

کہوں کیا حال زاہد وادیِ طیبہ کی نزہت کا — کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا
تعالی اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا — کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا
وکیل اپنا کیا ہے احمدِ مختار کو میں نے — نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا
بلاتے ہیں اُسی جس کی بگڑی وہ بناتے ہیں — کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا
کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن — عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا
نہ کر رسوائے محشر واسطہ محبوب کا یارب — یہ مجرم دور سے آیا ہے سن کر نام رحمت کا
مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینے میں — ہجوم ہوتے رو کا ہے [illegible] حاجت کا
شبِ اسریٰ ترے جلووں نے کچھ ایسا سماں باندھا — کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رحمت کا
یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں — کنارا ایک ہے [illegible] بحرِ رحمت کا
غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن — گدا ہوں میں [illegible] دولت کا
طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں — عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محبت کا
خزانِ غم سے رکھنا دور مجھ کو اُس کے صدقے میں — جو گل اے باغباں ہے عطر تیرے باغِ صنعت کا
الٰہی بعد مُردن پردہ ہائے حائل اُٹھ جائیں — اُجالا میرے مرقد میں ہو اُن کی شمعِ تربت کا
سنا ہے روزِ محشر آپ ہی کا منہ تکیں گے سب — یہاں پورا ہوا مطلب دلِ مشتاقِ رویت کا
وجودِ پاک باعث خلقتِ مخلوق کا ٹھیرا — تمہاری شانِ وحدت سے ہوا اظہار کثرت کا
ہمیں بھی یاد رکھنا ساکنانِ کوچۂ جاناں — سلامِ شوق پہنچے بیکسانِ دشتِ غربت کا

حسن سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاکِ سرور کا
بھر آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا

جو کچھ بھی وصف ہو اُن کے جمالِ ذرہ پرور کا
مرے دیوان کا مطلع ہو مطلع مہرِ محشر کا

مجھے بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشیدِ محشر کا
لیے جاؤنگا چھوٹا سا کوئی ذرہ ترے در کا

اک گوشہ چمک جائے نہالے ذرۂ در کا
ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشیدِ محشر کا

اگر دم بھر تصور کیجیے شانِ پیمبر کا
زباں پر شور ہو بے ساختہ اللہ اکبر کا

اُجالا طور کا دیکھیں جمالِ جانفزا دیکھیں
کلیم آکر اُٹھا دیکھیں ذرا پردہ ترے در کا

دو عالم میہماں تُو میزباں خوانِ کرم جاری
اِدھر بھی کوئی ٹکڑا میں بھی منگتا ہوں ترے در کا

نہ گھر بیٹھے ملے جوہر صفا و خاکساری کے
مرا ہر ذرۂ طیبہ ہے آئینہ سکندر کا

اگر اُس خندۂ دندان نما کا وصف موزوں ہو
ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا

ترے دامن کا سایہ اور دامن کتنے پیارے ہیں
وہ سایہ دشتِ محشر کا یہ حامی دیدۂ تر کا

تمہارے کوچہ و مرقد کے زائر کو میسر ہے
نظارہ باغِ جنت کا تماشا عرشِ اکبر کا

گنہگارانِ اُمت اُن کے دامن پر مچلتے ہوں
الٰہی چاک ہو جس دم گریباں صبحِ محشر کا

ملائک، جن و انساں سب اسی در کے سلامی ہیں
دو عالم میں ہے اک شہرہ مرے محتاج پرور کا

الٰہی تشنہ کام پھر دیکھے دشتِ محشر میں
برسنا ابرِ رحمت کا چھلکنا حوضِ کوثر کا

زیارت ان کی کروں اور وہ شفاعت میری فرمائیں
مجھے ہنگامۂ عبدیت یا رب دن ہو محشر کا

نصیبِ دوستاں اُن کی گلی میں گر سکونت ہو
مجھے ہو مغفرت کا سلسلہ ہر تار بستر کا

وہ گریۂ اُستُنِ حنّانہ کا آنکھوں میں پھرتا ہے
حضوری نے بڑھایا تھا جو پایہ اوجِ منبر کا

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے
الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا

سہارا کچھ نہ کچھ رکھتا ہے ہر فردِ بشر اپنا
کسی کو نیک کاموں کا حسنؔ کو اپنے یاور کا

مجرمِ ہیبت زدہ جب فردِ عصیاں لے چلا
لطفِ شہ تسکین دیتا پیشِ یزداں لے چلا

دل کے آئینہ میں جو تصویرِ جاناں لے چلا
محفلِ جنت کی آرائش کا ساماں لے چلا

رہروِ جنت کو طیبہ کا بیاباں لے چلا
دامنِ دل کھینچتا خارِ مغیلاں لے چلا

گُل نہ ہو جائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں
اپنے سر میں میں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا

روئے عالمتاب نے بانٹا جو باڑا نور کا
ماہِ نو کشتی میں پیالا مہرِ تاباں لے چلا

گو نہیں رکھتے زمانہ کی وہ دولت اپنے پاس
پر زمانہ نعمتوں سے بھر کے داماں لے چلا

تیری ہیبت سے ملا تاجِ سلاطیں خاک میں
تیری رحمت سے گدا تختِ سلیماں لے چلا

ایسی شوکت پر کہ اُڑتا ہے پھریرا عرش پر
جس گدا نے آرزو کی اُن کو مہماں لے چلا

دبدبہ کس سے بیاں ہو اُن کے نامِ پاک کا
شیر کے مُنہ سے سلامت جانِ سلماں لے چلا

صدقے اس رحمت کے اُنکو روزِ محشر ہر طرف
ناشکیبا شورِ فریادِ اسیراں لے چلا

ساز و سامانِ گدائے کوئے سرور کیا کہوں
اُس کا منگتا سروری کے ساز و ساماں لے چلا

دو قدم بھی چل نہ سکتے ہم سرِ شمشیرِ تیز
ہاتھ پکڑے ربِّ سلّم کا نگہباں لے چلا

دستگیرِ خستہ حالاں دستگیری کیجیے
پاؤں میں رعشہ ہے سر پر بارِ عصیاں لے چلا

وقتِ آخر ناامیدی میں وہ صورت دیکھ کر
دل شکستہ دل کے ہر پارہ میں قرآں لے چلا

قیدیوں کی جنبشِ ابرو سے بیڑی کاٹ دو
ورنہ جرموں کا تسلسل سوئے زنداں لے چلا

روزِ محشر شاد ہوں عاصی کہ پیشِ کبریا
رحم اُن کو اُمّتی گویاں و گریاں لے چلا

شکلِ شبنم راتوں کا رونا ترا ابرِ کرم
صبحِ محشر صورتِ گُل ہم کو خنداں لے چلا

کشتگانِ ناز کی قسمت کے صدقے جائیے
اُن کو مقتل میں تماشائے شہیداں لے چلا

اخترِ اسلام چمکا کفر کی ظلمت چھٹی
بدر میں جب وہ ہلالِ تیغِ بُرّاں لے چلا

بزمِ خوباں کو خدا نے پہلے دی آراستگی
پھر مرے دولہا کو سوئے بزمِ خوباں لے چلا

اللہ اللہ صرصرِ طیبہ کی رنگ آمیزیاں
ہر بگولا نزہتِ سروِ گلستاں لے چلا

غمزدوں کو جب شفاعت نے کیا امیدوار
عفو جو شہیری ... تا پیشِ یزداں لے چلا

قطرہ قطرہ اُن کے گھر سے بحرِ عرفاں ہو گیا
ذرّہ ذرّہ اُن کے در سے مہرِ تاباں لے چلا

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ
شمعِ نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا

شافعِ روزِ قیامت کا ہوں ادنیٰ اُمّتی
پھر حسن کیا غم اگر میں بارِ عصیاں لے چلا

قبلہ کا بھی کعبہ رُخِ نیکو نظر آیا
کعبہ کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا

محشر میں کسی نے بھی مری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس اک تو نظر آیا

پھر بندِ کشاکش میں گرفتار نہ دیکھے
جب معجزۂ جنبشِ ابرو نظر آیا

اس دل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
ان آنکھوں کے قرباں جنہیں تو نظر آیا

سلطان و گدا سب ہیں ترے در کے بھکاری
ہر ہاتھ میں دروازہ کا بازو نظر آیا

سجدہ کو جھکا جائے ہے اصنام میں کعبہ
جب قبلۂ کونین کا ابرو نظر آیا

بازارِ قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا خریدار ہمیں تو نظر آیا

محشر میں گنہگار کا پلہ ہوا بھاری
پلہ پہ جو وہ قربِ ترازو نظر آیا

یا دیکھنے والا تھا ترا یا ترا جویا
جو ہم کو خدا میں و خدا جو نظر آیا

شل ہاتھ سلاطین کے اٹھے بہرِ گدائی
دروازہ ترا قوتِ بازو نظر آیا

یوسف سے حسیں اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

فریادِ غریباں سے ہے محشر میں وہ بیچیں
کوثر پہ تھا یا قربِ ترازو نظر آیا

تکلیف اٹھا کر بھی دعا مانگی عدو کی
خوش خلق نہ ایسا کوئی خوشخو نظر آیا

ظاہر ہیں حسن احمدِ مختار کے سنتے
کونین پہ سرکار کا قابو نظر آیا

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

طلعت سے زمانہ کو پُر انوار بنایا
نکہت سے گلی کوچوں کو گلزار بنایا

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے
آئینوں کو جن جلووں نے دیوار بنایا

وہ جنس کیا جس نے جسے کوئی نہ پوچھے
اس نے ہی مرا تجھ کو خریدار بنایا

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلعِ انوار بنایا

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے کی یہ قسمت
عاصی کا تمہیں حامی و غمخوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے
وہ حسن دیا ایسا طرحدار بنایا

انوارِ تجلی سے وہ کچھ حیرتیں چھائیں
سب آئینوں کو پشت بدیوار بنایا

عالم کے سلاطین بھکاری ہیں بھکاری
سرکار بنایا تمہیں سرکار بنایا

گلزار کو آئینہ کیا منہ کی چمک نے
آئینہ کو رخسار نے گلزار بنایا

یہ لذتِ پابوس کہ پتھر نے جگر میں
نقشِ قدمِ سیدِ ابرار بنایا

خدام تو بندے ہیں ترے خلقِ حسن نے
پیاسے تجھے بدخواہ کا غمخوار بنایا

بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آئے
ہر ذرہ کو خورشیدِ پُر انوار بنایا

اے ماہِ عرب مہرِ عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مرے دن کو شبِ تار بنایا

للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر
صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا

اللہ تعالےٰ بھی ہوا اُس کا طرفدار
سرکار تمہیں جس کا طرفدار بنایا

گلزارِ جناں تیرے لئے حق نے بنائے
اپنے لئے تیرا گلِ رخسار بنایا

بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا

ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی
اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا

اُس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا وہ جس نے
فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا

اُن کے دُرِ دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
ہر قطرۂ نیساں کو دُرِ شہوار بنایا

اُس روحِ مجسم کے تبرک نے مسیحا
جاں بخش تمہیں یوں دمِ گفتار بنایا

اُس چہرۂ پُر نور کی وہ بھیک تھی جس نے
مہر و مہ و انجم کو پُر انوار بنایا

اُن ہاتھوں کا جلوہ تھا یہ اے حضرتِ موسیٰ
جس نے یدِ بیضا کو ضیا بار بنایا

اُنکے لبِ رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسنِ لعلِ پُر انوار بنایا

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہوگا
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہوگا

گناہگار پہ جب لطف آپ کا ہوگا
کیا بغیر کیا بے کیا کیا ہوگا

خدا کا لطف ہوا ہوگا دستگیر ضرور
جو گرتے گرتے ترا نام لے لیا ہوگا

دکھائی جائیگی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا　ق

خدائے پاک کی چاہینگے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے
کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہوگا

کسی طرف سے صدا آئیگی حضور آؤ
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہوگا

کسی کے پلہ پہ یہ ہونگے وقتِ وزنِ عمل
کوئی امید سے منہ ان کا تک رہا ہوگا

کوئی کہیگا دُہائی ہے یا رسولؐ اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہوگا

کسی کو لیکے چلیں گے فرشتے سوئے جحیم
وہ ان کا رستہ پھر پھر کے دیکھتا ہوگا

شکستہ پا ہوں مرے حال کی خبر کر دو
کوئی کسی سے یہ رو رو کے کہہ رہا ہوگا

خدا کے واسطے جلد اُن سے عرضِ حال کرو
کسے خبر ہے کہ دم بھر میں ہائے کیا ہوگا

پکڑ کے ہاتھ کوئی حالِ دل سُنائیگا
تو رو کے قدموں سے کوئی لپٹ گیا ہوگا

زبان سُوکھی دکھا کر کوئی لبِ کوثر
جنابِ پاک کے قدموں پہ گر گیا ہوگا

نشانِ خسروِ دیں دُور کے غلاموں کو
لوائے حمد کا پرچم بتا رہا ہوگا

کوئی قریبِ ترازو کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پر انکو پکارتا ہوگا

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشک کا بندھا ہوگا

وہ پاک دِل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
ہجومِ فکر و تردد میں گھر گیا ہوگا

ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سُن کے اسیروں کی دوڑتا ہوگا

عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا۔

خدائی بھر اِنہیں ہاتھوں کو دیکھتی ہوگی
زمانہ بھر اِنہیں قدموں پہ لوٹتا ہوگا

بنی ہے دم پہ دہائی ہے تاج والے کی
یہ غُل یہ شور یہ ہنگامہ جا بجا ہوگا

مقام فاصلوں پر کام مختلف اتنے
وہ دن ظہور کمالِ حضور کا ہوگا

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلیٰ غَیْرِی
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

دُعائے اُمّتِ بدکار وردِ لب ہوگی
خدا کے سامنے سجدہ میں سر جھکا ہوگا

غلام اُن کی عنایت سے چین میں ہونگے
عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہوگا

میں اُنکے در کا بھکاری ہوں فضلِ مولیٰ سے
حسنؔ غلام کا جنت میں بسترا ہوگا

یہ اکرام ہے مُصطفےٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہُوا مصطفےٰ کا

یہ بیٹھا ہے سِکّہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اُٹھنے نہ پایا گدا کا

چمکتا ہُوا چاند ثور و حرا کا
اُجالا ہُوا بُرجِ عرشِ خُدا کا

لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا — جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا

مرے گیسووں والے میں تیرے صدقے — کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا

ترے زیرِ پا مسندِ مُلکِ یزداں — ترے فرق پر تاجِ مُلکِ خُدا کا

سہارا دیا جب مرے نا خدا نے — ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا

کیا ایسا قادر قضا و قدر نے — کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا

اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں — مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا

ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر — یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت — خدا ہو کر آتا یہ بندہ خدا کا

ق

اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو — پسِ ذکرِ حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے — تو پھر نام لے وہ حبیبِ خُدا کا

یہ ہے تیرے ایلچی ابرو کا صدقہ — ہدف ہے اثر اپنے تیرِ دُعاء کا

ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے — ترا نام لیوا ہے پیارا خُدا کا

نہ کیونکر ہو اس ہاتھ میں سب خدائی — کہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا

جو صحرائے طیبہ کا صدقہ نہ ملتا — کھلاتا ہی تو پھول جھونکا صبا کا

عجب کیا نہیں گر سراپا کا سایہ — سراپا سراپا ہے سایہ خدا کا

خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے — مرے مصطفےٰ کا مرے مصطفےٰ کا

خدا کا وہ طالب خُدا اُس کا طالب — خدا اُس کا پیارا وہ پیارا خُدا کا

جہاں ہاتھ پھیلاتے منگتا بھکاری — وہی در ہے داتا کی دولتسرا کا

ترے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی — نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا

ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی — بنا تاجِ سر عرشِ ربِّ علا کا

کسی کے جگر میں تو سر پر کسی کے — عجب مرتبہ ہے ترے نقشِ پا کا

ترا دردِ اُلفت جو دل کی دوا ہو — وہ بے درد ہے نام لے جو دوا کا

ترے بابِ عالی کے قربان جاؤں — یہ ہے دوسرا نامِ عرشِ خدا کا

چلے آؤ مجھ جاں بلب کے سرہانے — کہ سب دیکھ لیں پھر کے جانا قضا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
قدرت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیم گدایاں
اللہ نے تہِ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوئے مہِ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اُس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلّی کی ادا نے
ذرّوں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

اُمت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

ان ہاتھوں کے قرباں کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

ارماں زدوں کی ہیں تمنائیں بھی پیاری
ارمان نکالا تو کس ارماں سے نکالا

یہ گردنِ پُر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزارِ براہیم کیا نار کو جس نے
اُس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک اُن کے نمکداں سے نکالا

قرآن کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضمون یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قرباں ہوا بندگی پر لطفِ رہائی
یوں بندہ بنا کر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئینگے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

جو بات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیبِ دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا

کانٹا غمِ عقبیٰ کا حَسَن اپنے جگر سے
اُمت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

اگر قسمت سے میں اُن کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا

جو اے گل جامۂ ہستی تری پوشاک ہو جاتا
تو خارِ نیستی سے کیوں الجھ کر چاک ہو جاتا

جو وہ ابرِ کرم پھر آبروئے خاک ہو جاتا
تو اُس کے دو ہی چھینٹوں میں زمانہ پاک ہو جاتا

ہوائے دامنِ رنگیں جو ویرانہ میں آ جاتی
لباسِ گل میں ظاہر ہر خس و خاشاک ہو جاتا

لبِ جاں بخش کی تعریف حیاتِ جاوداں دیتی
اگر ڈورِ نفس کا ریشہ مسواک ہو جاتا

ہوا دل سوختوں کو چاہیے تھی اُن کے دامن کی
الٰہی صبحِ محشر کا گریباں چاک ہو جاتا

اگر دو بوند پانی چشمۂ رحمت سے مل جاتا
مری ناپاکیوں کے میل دُھلتے پاک ہو جاتا

اگر پیوند ملبوسِ پیمبر کے نظر آتے
ترا اے حُلّۂ شاہی کلیجہ چاک ہو جاتا

جو وہ گل سونگھ لیتا پھول مرجھایا ہوا بلبل
بہارِ تازگی میں سب چمن کی ناک ہو جاتا

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے
نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہو جاتا

عدو کی آنکھ بھی محشر میں حسرت سے نہ منہ تکتی
اگر تیرا کرم کچھ اے نگاہِ پاک ہو جاتا

بہارِ تازہ رہتیں کیوں خزاں میں دھجیاں اُڑتیں
لباسِ گل جو اُن کی ملگجی پوشاک ہو جاتا

کماندارِ نبوت قادر اندازی میں یکتا ہیں
دو عالم کیوں نہ اُن کا بستۂ فتراک ہو جاتا

نہ ہوتی شاق اگر در کی جدائی تیرے ذرّہ کو
قمر اک اور بھی روشن سرِ افلاک ہو جاتا

تری رحمت کے قبضہ [illegible] ہی پائے قلبِ ماہیت
مرے حق میں نہ کیوں زہرِ گنہ تریاک ہو جاتا

خدا تارِ رگِ جاں کی اگر عزت بڑھا دیتا
شراکِ نعلِ پاکِ سیّدِ لولاک ہو جاتا

تجلی گاہِ جاناں تک اُجالے سے پہنچ جاتے
جو تو اے توسنِ عمرِ رواں چالاک ہو جاتا

اگر تیری بھرن اے ابرِ رحمت کچھ کرم کرتی
ہمارا چشمۂ ہستی اُبل کر پاک ہو جاتا

حسنِ اہلِ نظر عزت سے آنکھوں میں جگہ دیتے
اگر یہ مُشتِ خاک اُن کی گلی کی خاک ہو جاتا

دشمن ہے گلے کا ہار آقا
تم دل کیلئے قرار آقا

کٹتی ہے مری بہار آقا
تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار ہو لے — تم فرش کے باوقار آقا

دامن دامن ہوائے دامن — گلشن گلشن بہار آقا

بندے ہیں گناہگار بندے — آقا ہیں کرم شعار آقا

ق

اس شان سے ہم نے کیا کسی نے — دیکھے نہیں زینہار آقا

بندوں کا الم نے دل دکھایا — اور ہو گئے بے قرار آقا

آرام سے سوئیں ہم کمینے — جاگا کریں باوقار آقا

ایسا تو کہیں سنا نہ دیکھا — بندوں کا اٹھائیں بار آقا

جنکی کوئی بات تک نہ پوچھے — انپر تمہیں آئے پیار آقا

پاکیزہ دلوں کی زینت ایماں — ایماں کے تم سنگار آقا

صدقہ جو بٹے کہیں سلاطیں — ہم بھی ہیں امیدوار آقا

چکرا گئی ناؤ بے کسوں کی — آنا مرے غمگسار آقا

اللہ نے تم کو دے دیا ہے — ہر چیز کا اختیار آقا۔

ہے خاک پہ نقش پا تمہارا — آئینہ بے غبار آقا

عالم میں ہیں سب بنی کے ساتھی — بگڑی کے تمہیں ہو یار آقا

سرکار کے تاجدار بندے — سرکار ہیں تاجدار آقا۔

دے بھیک اگر جمال رنگیں — جنت ہو مرا مزار آقا

آنکھوں کو کھنڈر بھی اب بسادو — دل کا تو ہوا وقار آقا

ایمان کی تاک میں ہے دشمن — آؤ دم احتضار آقا۔

ہو شمع شب سیاہ بختاں — تیرا رخ نور بار آقا۔

تو رحمت بے حساب کو دیکھ — جرموں کا نہ لے شمار آقا

دیدار کی بھیک کب بٹے گی — منگتا ہوں امیدوار آقا

بندوں کی ہنسی خوشی میں گزرے — اس غم میں ہوں اشکبار آقا

آتی ہے مدد بلا سے پہلے — کرتے نہیں انتظار آقا

سایہ میں تمہارے دونوں عالم — تم سایۂ کردگار آقا

جب فوج الم کرے چڑھائی — ہو اوج کرم حصار آقا

ہر مُلک خدا کے سچّے مالک
ہر مُلک کے شہر یار آقا

مانا کہ میں ہوں ذلیل بندہ
آقا تو ہے باوقار آقا

ٹوٹے ہوئے دل کو دو سہارا
اب غم کی نہیں سہار آقا

ملتی ہے تمہیں سے داد دل کی
سُنتے ہو تمہیں پکار آقا

تیری عظمت وہ ہے کہ تیرا
اللہ کرے وقار آقا

اللہ کے لاکھوں کارخانے
سب کا تمہیں اختیار آقا

کیا بات تمہارے نقشِ پا کی
ہے تاجِ سرِ وقار آقا

خود بھیک دو خود کہو بھلا ہو
اس دین کے میں نثار آقا

وہ شکل ہی وہ ادا تمہاری
اللہ کو آئے پیار آقا

جو تجھ سے مجھے چھپائے رکھے
وہ جلوہ کر آشکار آقا

کچھ کہتے ہیں بے زباں تمہارے
گونگوں کی سنو پکار آقا

وہ دیکھ لے کربلا میں جس نے
دیکھے نہ ہوں جاں نثار آقا

آرام سے شش جہت میں گزرے
غم دل سے نہ ہو دوچار آقا

ہو جانِ حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں ایسے یا محتاج
سب نے پایا دیا ہوا تیرا

ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے
ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا

آج سُنتے ہیں سُننے والے کل
دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا

اسے تو جانے یا خدا جانے
پیشِ حق مرتبہ کیا ہوا تیرا

گھر ہیں سب بند در ہیں یا تیغے
ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے نجدی کو
تو ہوا یا خدا ہوا تیرا

تاجداروں کا تاجدار بنا
بن گیا جو گدا ہوا تیرا

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
حمد اسے وہ خدا ہوا تیرا

جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا
جو خدا کا ہوا ہوا تیرا

حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے
سب سے ارادہ بڑھا ہوا تیرا

ذات بھی تیری انتخاب ہوئی
نام بھی مصطفےٰ ہوا تیرا

جسے تُو نے دیا خدا نے دیا
دین رب کی دیا ہوا تیرا

ایک عالم خدا کا طالب ہے
اور طالب خدا ہوا تیرا

بزمِ امکاں ترے نصیب کھلے
کہ وہ دولھا بنا ہوا تیرا

میری طاعت سے میرے جرم فزوں
لطف سب سے بڑھا ہوا تیرا

خوفِ وزنِ عمل کسے ہو کہ ہے
دل مدد پر تُلا ہوا تیرا

کام بگڑے ہوئے بنا دیتا
کام کس کا ہوا ہوا تیرا

ہر ادا دل نشیں بنی تیری
ہر سخن جاں فزا ہوا تیرا

آشکارا کمالِ شانِ ظہور
پھر بھی جلوہ چھپا ہوا تیرا

پردہ دار ادا ہزار حجاب
پھر بھی پردہ اٹھا ہوا تیرا

بزم دنیا میں بزم محشر میں
نام کس کا ہوا ہوا تیرا

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
حسن یہ حق نما ہوا تیرا

بارِ عصیاں سروں سے پھینکے گا
پیشِ حق سر جھکا ہوا تیرا

یم جود حضور پیاسا ہوں
یم گھٹا سے بڑھا ہوا تیرا

وصل وحدت پھر اس پہ یہ خلوت
تجھ سے سایہ جدا ہوا تیرا

صنعِ خالق کے جتنے خاکے ہیں
رنگ سب میں بھرا ہوا تیرا

ارضِ طیبہ قدومِ والا سے
ذرہ ذرہ سما ہوا تیرا

اے جناں جیسے تجمل کرتے ہیں
تختہ تختہ بسا ہوا تیرا

اے فلک مہرِ حق کی بارش سی
کاسہ کاسہ بھرا ہوا تیرا

اے چمن بھیک ہے تبسم کی
غنچہ غنچہ کھلا ہوا تیرا

ایسی شوکت کے تاجور کہاں
تخت تختِ خدا ہوا تیرا

اس جلالت کے شہریار کہاں
ملک ملکِ خدا ہوا تیرا

اس وجاہت کے بادشاہ کہاں
حکم حکمِ خدا ہوا تیرا

خلق کہتی ہے لامکاں جس کو
شہ نشیں ہے سجا ہوا تیرا

زیست وہ ہے کہ حسن یار رہے
دل میں عالم بسا ہوا تیرا

موت وہ ہے کہ ذکر دوست رہے
لب پہ نقشہ جما ہوا تیرا

ہوں زمیں والے یا فلک والے
سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا

ہر گھڑی گھر سے بھیک کی تقسیم
رات دن در کھلا ہوا تیرا

نہ کوئی دوسرا ایں تجھ سا ہوا
نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا

سوکھے گھاٹوں مرا اتار ہو کیوں
کہ ہے دریا چڑھا ہوا تیرا

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لیلے
کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا

مجھ سے کیا لے سکے عدو ایماں
اور وہ بھی دیا ہوا تیرا

بے خبر ہم تباہ کاروں کی
قافلہ ہے لٹا ہوا تیرا

مجھے وہ درد دے خدا کہ رہے
ہاتھ دل پر دھرا ہوا تیرا

تیرے سر کو نرا خدا جانے
تاج سر نقش پا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

معطئ مطلب تمہارا ہر اشارہ ہو گیا
جب اشارہ ہو گیا مطلب ہمارا ہو گیا

ڈوبتوں کا یا نبی کہتے ہی بیڑا پار تھا
غم کنارے ہو گئے پیدا کنارا ہو گیا

تیری طلعت سے زمیں کے ذرے مہ پارے بنے
تیری ہیبت سے فلک کا مہ دو پارا ہو گیا

اللہ اللہ محو حسن روئے جاناں کے نصیب
بند کر لیں جس گھڑی آنکھیں نظارا ہو گیا

یوں تو سب پیدا ہوئے ہیں آپ ہی کے واسطے
قسمت اس کی ہے جسے کہہ دو ہمارا ہو گیا

تیرگی باطل کی چھائی تھی جہاں تاریک تھا
اٹھ گیا پردہ ترا حق آشکارا ہو گیا

کیوں نہ دم دیں مرنے والے مرگ عشق پاک پر
جان دی اور زندگانی کا سہارا ہو گیا

نام تیرا ذکر تیرا تو ترا پیارا خیال
ناتوانوں بے سہاروں کا سہارا ہو گیا

ذرۂ کوئے حبیب اللہ رے تیرے نصیب
پاؤں پڑ کر عرش کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

تیرے صانع سے کوئی پوچھے ترا حسن و جمال
خود بنایا اور بنا کر خود ہی پیارا ہو گیا

ہم کمینوں کا انھیں آرام تھا اتنا پسند
غم خوشی سے دکھ ترے دل سے گوارا ہو گیا

کیوں نہ ہو تم مالک ملک خدا ملک خدا
سب تمہارا ہے خدا ہی جب تمہارا ہو گیا

روزِ محشر کے الم کا دشمنوں کو خوف ہو — دکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہو گیا

جو ازل میں تھی وہی طلعت وہی تنویر ہے — آئینہ سے یہ ہوا جلوہ دوبارا ہو گیا

تو ہی نے تو مصر میں یوسف کو یوسف کر دیا — تو ہی تو یعقوب کی آنکھوں کا تارا ہو گیا

ہم بھکاری کیا ہماری بھیک کس گنتی میں ہے — تیرے در سے بادشاہوں کا گذارا ہو گیا

اے حسن قرباں جاؤں اس جمالِ پاک پر
سیکڑوں پردوں میں رہ کر عالم آرا ہو گیا

منقبت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیقِ اکبر کا — ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیقِ اکبر ہوں — تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے — یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیقِ اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے — خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر ہے — نبی صدیق اکبر کا خدا صدیق اکبر کا

ضیا میں مہرِ عالمتاب کا یوں نام کب ہوتا — نہ ہوتا نام اگر وجہِ ضیا صدیق اکبر کا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں — سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر کا

خدا اکرام فرماتا ہے اَتْقٰی کہہ کے قرآں میں — کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر کا

صفا وہ کچھ ملی خاکِ سرِ کوئے پیمبر سے — مصفا آئینہ ہے نقشِ پا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثماں و علی جب داخلِ بیعت — بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو — بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

علی ہیں اُس کے دشمن اور وہ دشمن علی کا ہے — جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

منقبت خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا — ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازۂ جمعیت خاطر
پڑا تھا دفترِ دین کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطان عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیونکر
ترا اِک اِک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہر نورانی
سیہ بختی سے ہے روزِ سیہ میرا شبِ غم سا

تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لیکے اُٹھینگے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بینوا ہم سا

خدا اے اُمِ کلثوم آپ کی تقدیر یاور کے
علی بابا ہوا دولھا بنا فاروق اکرم سا

غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سر افگن سے
خروج و رفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا

شیاطین مضمحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے
بلبلائے نہ کیوں رفاضِ بد اطوار کا دم سا

منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کی
الٰہی روز و ماہ و سن اُنہیں گزرے محرم سا

حسن در عالمِ پستی سرِ رفعت اگر داری
بیا فرقِ ارادت بر درِ فاروقِ اعظم سا

منقبتِ خلیفہ سوم رضی اللہ عنہ

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

رنگین وہ رخسار ہے عثمان غنی کا
بلبل گُلِ گلزار ہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا
اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

کیا لعل شکر بار ہے عثمان غنی کا
قند ایک نمکخوار ہے عثمان غنی کا

سرکار عطا پاش ہے عثمان غنی کی
دربار دُرر بار ہے عثمان غنی کا

دل سوختو ہمت جگر آب ہوتے ہیں ٹھنڈے
وہ سایۂ دیوار ہے عثمان غنی کا

جو دل کو ضیا دے جو مقدر کو جلا دے
وہ جلوۂ دیدار ہے عثمان غنی کا

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے
وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

سرکار سے پائینگے مرادوں پہ مرادیں
دربار یہ دُربار ہے عثمانِ غنی کا

آزاد گرفتارِ بلائے دو جہاں ہے
آزاد گرفتار ہے عثمان غنی کا

بیمار ہے جس کو نہیں آزارِ محبت
اچھا ہے جو بیمار ہے عثمان غنی کا

اللہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عثمان غنی کا

رُک جائیں مرے کام حسنؔ ہو نہیں سکتا
فیضان مددگار ہے عثمانِ غنی کا

منقبت خلیفۂ چہارم رضی اللہ عنہ

اے حُبِّ وطن ساتھ نہ یوں سُوئے نجف جا
ہم اور طرف جاتے ہیں تُو اور طرف جا

چل ہند سے چل ہند سے چل ہند سے غافل
اُٹھ سُوئے نجف سُوئے نجف سُوئے نجف جا

پھنستا ہے وبالوں میں عبث اخترِ طالع
سرکار سے پائیگا شرف بہرِ شرف جا

آنکھوں کو بھی محروم نہ رکھ حُسنِ ضیا سے
کی دل میں اگر اے مہِ بے داغ و کلف جا

اے کلفتِ غم بندۂ مولے سے نہ رکھ کام
بے فائدہ ہوتی ہے تری عمر تلف جا

اے طلعتِ شہ آ تجھے مولیٰ کی قسم آ
اے ظلمتِ دل جا تجھے اس رخ کا حلف جا

ہو جلوہ فزا صاحبِ قوسین کا نائب
ہاں تیرِ دُعا بہرِ خدا سوئے ہدف جا

کیوں غرقِ الم ہے دُرِ مقصود سے منہ پھر
نیسانِ کرم کی طرف اے تشنہ صدف جا

جیلاں کے شرف حضرتِ مولے کے خلف ہیں
اے ناخلف اُٹھ جانبِ تعظیمِ خلف جا

تفضیل کا جویا نہ ہو مولے کے ولا میں
یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہرِ خذف جا

مولے کی امامت سے محبت ہے تو غافل
اربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسنؔ کو
اے شیرِ خدا بہرِ مدد تیغ بکف جا

ردیف بائے تازی

دردِ دل کر مجھے عطا یارب
دے مرے درد کی دوا یارب

لاج رکھ لے گناہگاروں کی
نام رحمٰن ہے ترا یارب

عیب میرے نہ کھول محشر میں
نام ستّار ہے ترا یارب

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام غفّار ہے ترا یارب

زخم گہرا سا تیغِ اُلفت کا
میرے دل کو بھی کر عطا یارب

یوں گُمُوں میں کہ تجھ سے مل جاؤں
یوں گُما دے اِس طرح ملا یارب

بھول کر بھی نہ آئے یاد اپنی
میرے دل سے مجھے بھلا یارب

خاک کر اپنے آستانے کی۔
یوں ہمیں خاک میں مِلا یارب

میری آنکھیں میرے لئے ترسیں
مجھ سے ایسا مجھے چھپا یارب

ٹیس کم ہو نہ دردِ اُلفت کی
دل تڑپتا رہے مرا یارب

نہ بھریں زخمِ دل ہرے ہو کر
رہے گلشن ہرا بھرا یارب

تیری جانب یہ مُشتِ خاک اُڑے
بھیج ایسی کوئی ہوا یارب

داغِ اُلفت کی تازگی نہ گھٹے
باغِ دل کا رہے ہرا یارب

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ق
تُو نے جب سے سُنا دیا یارب

آسرا ہم گناہگاروں کا۔
اور مضبوط ہو گیا یارب

ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ق
میرے ہر درد کی دوا یارب

تُو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
دامنِ مصطفٰے دیا یارب

تُو نے دی مجھ کو نعمتِ اسلام
پھر جماعت میں لے لیا یارب

کر دیا تُو نے قادری مجھ کو
تیری قدرت کے میں فدا یارب

دولتیں ایسی نعمتیں اِتنی۔
بے غرض تُو نے کیں عطا یارب

دے کے لیتے نہیں کریم کبھی
جو دیا جس کو دے دیا یارب

تُو کریم اور کریم بھی ایسا۔
کہ نہیں جس کا دوسرا یارب

ظن نہیں بلکہ ہے یقین مجھے
وہ بھی تیرا دیا ہُوا یارب

ہو گا دُنیا میں قبر و محشر میں
مجھ سے اچھا معاملہ یارب

اِس نکمّے سے کام لے ایسے
یہ نکمّا ہو کام کا یارب

مجھے ایسے عمل کی دے توفیق
کہ ہو راضی تری رضا یارب

جس نے اپنے لئے بُرائی کی۔ ق
ہے یہ نادان وہ بُرا یارب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
اِس بُرے کو بھی کر بھلا یارب

میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات
بات بگڑی ہوئی بنا یارب

میں نے سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی
خاک پر رکھ کے سر کہا یارب

صدقہ اس دی ہوئی بلندی کا۔
پستیوں سے مجھے بچا یارب

ق
بونے والے جو بوئیں وہ کاٹیں ۔
یہ ہؤا تو میں مر مٹا یارب

آہ جب بو چکا ہوں وقتِ درو
ہوگا حسرت کا سامنا یارب

صدقہ ماہ ربیع الاوّل کا
گیہوں اس کھیت سے اُگا یارب

پاک ہے رُشد و درد سے جو مے
جام اُس کا مجھے پلا یارب

ق
کر کے گُستردہ خوانِ اُدعُونی
تُو نے بندوں کو دی صلا یارب

آستاں پر ترے ترا منگتا
سُنکر آیا ہے یہ صدا یارب

نعمتِ استجب سے پائے بھیک
ہاتھ پھیلا ہوا مرا یارب

تُجھ سے وہ مانگوں میں جو بہتر ہو
مدعی ہو نہ مدّعا یارب

مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا
شاد رکھ شاد دائما یارب

مجھ پر اور میرے دونوں بھائیوں پر
سایہ ہو تیرے فضل کا یارب

عیش تینوں گھروں کے تینوں کو
اپنی رحمت سے کر عطا یارب

میرے فاروق و حامد حسنین
درد و غم سے رہیں جدا یارب

لختِ دل مصطفےٰ حسین رضا
ہر جگہ پائیں مرتبا یارب

سایۂ پنجتن ہو پانچوں پر
دائما ہو تری عطا یارب

دونوں عالم کی نعمتیں پائے
مرتضےٰ بہرِ مصطفےٰ یارب

علم و عمر و عمل فراخ معاش
مجتبےٰ کو بھی کر عطا یارب

کر دے فضل و نعم سے مالا مال
غم الم سے انہیں بچا یارب

ان کے دشمن ذلیل و خوار رہیں
رد رہے ان کی ہر بلا یارب

بال بیکا کبھی نہ ہو ان کا ۔
بول بالا ہو دائما یارب

میری ماں میری بہنیں بھانجے سب
پائیں آرامِ دوسرا یارب

اور بھی جتنے میرے پیارے ہیں
حاجتیں سب کی ہوں روا یارب

میرے احباب پر بھی فضل رہے
تیرا تیرے حبیب کا یارب

اہلِ سُنّت کی ہر جماعت پر
ہر جگہ ہو تری عطا یارب

دشمنوں کے لئے ہدایت کی
تُجھ سے کرتا ہوں التجا یارب

تو حسن کو اٹھا حسن کرکے
ہو مع الخیر خاتمہ یارب

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولیٰ جواب

میری حامی ہے تیری شانِ کرم
پرسشِ روزِ قیامت کا جواب

ہیں دعائیں سنگِ دشمن کا عوض
اس قدر نرمی ہے پتھر کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہے کہیں اس آستانہ کا جواب

روزِ محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جواب لاجواب

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں ان کی کفِ پا کا جواب

کیا عمل تو نے کئے اس کا سوال
تیری رحمت چاہئے میرا جواب

مہر و مہ ذرے ہیں ان کی راہ کے
کون دے نقشِ کفِ پا کا جواب

تم سے اس بیمار کو صحت ملے
جس کو دیدیں حضرت عیسیٰ جواب

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائیگا جواب

شور ہے لطف و عطا کا شور ہے
مانگنے والا نہیں سنتا جواب

ق
جرم کی پاداش پاتے اہلِ جرم
الٹی باتوں کا نہ ہو سیدھا جواب

پر تمہارے لطف آڑے آ گئے
دیدیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسن محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

جانبِ مغرب وہ چمکا آفتاب
بھیک کو مشرق سے نکلا آفتاب

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب
ذرہ ذرہ سے ہو پیدا آفتاب

عارضِ پُر نور کا صاف آئینہ
جلوۂ حق کا چمکتا آفتاب

یہ تجلی گاہ ذاتِ بحت ہے
زلفِ انور ہے شب آسا آفتاب

دیکھنے والوں کے دل ٹھنڈے کئے
عارضِ انور ہے ٹھنڈا آفتاب

ہے شبِ دیجور طیبہ نور سے
ہم سیہ کاروں کا کالا آفتاب

بخت چمکا دے اگر شانِ جمال
ہو مری آنکھوں کا تارا آفتاب

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے تجھے
کیوں نہ تیرے جلووں کا ڈھلتا آفتاب

ناخدائی سے نکالا آپ نے
چشمۂ مغرب سے ڈوبا آفتاب

ذرہ کی تابش ہے اُن کی راہ میں
یا ہُوا ہے گر کے ٹھنڈا آفتاب

گرمیوں پر ہے وہ حُسنِ بے زوال
ڈھونڈتا پھرتا ہے سایہ آفتاب

اُن کے در کے ذرہ سے کہتا ہے مہر
ہے تمہارے در کا ذرہ آفتاب

شامِ طیبہ کی تجلی دیکھ کر
ہو تری تابش کا تڑکا آفتاب

روئے مولیٰ سے اگر اُٹھتا نقاب
چرخ کھا کر غش میں گرتا آفتاب

کہہ رہی ہے صبحِ مولد کی ضیا
آج اندھیرے سے ہی نکلا آفتاب

وہ اگر دیں نکہت و طلعت کی بھیک
ذرہ ذرہ ہو مہکتا آفتاب

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار
پیارا پیارا نور پیارا آفتاب

اے خدا ہم ذروں کے بھی دن پھریں
جلوہ فرما ہو ہمارا آفتاب

اُن کے ذرہ کے نہ سر چڑھ حشر میں
دیکھ اب بھی ہے سویرا آفتاب

جس سے گذرے اے حسن وہ مہرِ حسن
اُس گلی کا ہو اندھیرا آفتاب

ردیفِ تائے منقوطہ

پُر نور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت
پردہ اُٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت

جلوہ ہے حق کا جلوہ صبحِ شبِ ولادت
سایہ خدا کا سایہ صبحِ شبِ ولادت

فصلِ بہار آئی شکلِ نگار آئی
گلزار ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبحِ شبِ ولادت

پژمردہ حسرتوں کے سب کھیت لہلہائے
جاری ہوا وہ دریا صبحِ شبِ ولادت

گل ہے چراغِ صرصر گل سے چمن معطر
آیا کچھ ایسا جھونکا صبحِ شبِ ولادت

قطرہ میں لاکھ دریا گل میں ہزار گلشن
نشو و نما ہے کیا کیا صبحِ شبِ ولادت

جنت کے ہر مکاں کی آئینہ بندیاں ہیں
آراستہ ہے دنیا صبحِ شبِ ولادت

دِل جگمگا رہے ہیں قسمت چمک اُٹھی ہے
پھیلا نیا اُجالا صبحِ شبِ ولادت

پھٹکے ہوئے دلوں کے مدت کے میل چھوٹے
ابرِ کرم وہ برسا صبحِ شبِ ولادت

بلبل کا آشیانہ چھایا گیا گلوں سے
قسمت نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

ارض و سما سے منگتا دوڑے ہیں بھیک لینے
بانٹے گا کون باڑا صبحِ شبِ ولادت

انوار کی ضیائیں پھیلی ہیں شام ہی سے
رکھتی ہے مہر کیسا صبحِ شبِ ولادت

مکہ میں شام کے گھر روشن ہیں ہر نگہ پر
چمکا ہے وہ اُجالا صبحِ شبِ ولادت

شوکت کا دبدبہ ہے ہیبت کا زلزلہ ہے
شق ہے مکانِ کسریٰ صبحِ شبِ ولادت

خطبہ ہوا زمیں پر سکہ پڑا فلک پر
پایا جہاں نے آقا صبحِ شبِ ولادت

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلیگا۔
عالم نے رنگ بدلا صبحِ شبِ ولادت

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبحِ شبِ ولادت

دونوں جہاں کی شاہی ناکتخدا دُلہن تھی۔
پایا دُلہن نے دولہا صبحِ شبِ ولادت

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے
سلطانِ نَو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت

چاندی ہے مفلسوں کی باندی ہے خوش نصیبی
آیا کرم کا داتا صبحِ شبِ ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دُنیا صبحِ شبِ ولادت

ظلمت کے سب رجسٹر حرفِ غلط ہوئے ہیں
کاٹا گیا سیاہا صبحِ شبِ ولادت

مُلکِ ازل کا سرور سب سروروں کا افسر
تختِ ابد پہ بیٹھا صبحِ شبِ ولادت

سوکھا پڑا ہے ساوا دریا ہوا سماوا
ہے خشک و تر پہ قبضہ صبحِ شبِ ولادت

نوابیاں سدھاریں جاری ہیں شاہی آئیں
کیتی ہوا علاقہ صبحِ شبِ ولادت

دِن پھر گئے ہمارے سوتے نصیب جاگے
خورشید ہی وہ چمکا صبحِ شبِ ولادت

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تُو نے پایا صبحِ شبِ ولادت

پیارے ربیع اوّل تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیبا صبحِ شبِ ولادت

وہ مہر مہر فرما وہ ماہ عالم آرا۔
تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت

نوشہ بناؤ ان کو دولہا بناؤ ان کو
ہے عرش تک یہ شُہرہ صبحِ شبِ ولادت

شادی رچی ہوئی ہے بجتے ہیں شادیانے
دولہا بنا وہ دولہا صبحِ شبِ ولادت

محروم رہ نہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبحِ شبِ ولادت

عرشِ عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبحِ شبِ ولادت

ہشیار ہوں بھکاری نزدیک ہے سواری
یہ کہہ رہا ہے ڈنکا صبحِ شبِ ولادت

بندوں کو عیش و شادی اعدا کو نامرادی
کڑکیت کا ہے کڑکا صبحِ شبِ ولادت

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی لٹے گا صدقہ صبحِ شبِ ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبحِ شبِ ولادت

ہر جان منتظر ہے ہر دیدہ رہ نگر ہے
غوغا ہے مرحبا کا صبحِ شبِ ولادت

ق

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبحِ شبِ ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں اُن کا کلمہ صبحِ شبِ ولادت

ہاں دین والو اٹھو تعظیم والو اٹھو
آیا تمہارا مولےٰ صبحِ شبِ ولادت

اٹھو حضور آئے شاہِ غیور آئے
سلطانِ دین و دنیا صبحِ شبِ ولادت

اٹھو ملک اٹھے ہیں عرش و فلک اٹھے ہیں
کرتے ہیں اُنکو سجدہ صبحِ شبِ ولادت

آؤ فقیرو آؤ منہ مانگی آس پاؤ
بابِ کرم ہے وا صبحِ شبِ ولادت

سوکھی زبانوں آؤ اے جلتی جانوں آؤ
لہرا رہا ہے دریا صبحِ شبِ ولادت

مرجھائی کلیوں آؤ کملائے پھولوں آؤ
برسا کرم کا جھالا صبحِ شبِ ولادت

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے
میرے بھی بخت چمکا صبحِ شبِ ولادت

تاریک رات غم کی لائی بلا ستم کی
صدقہ تجلیوں کا صبحِ شبِ ولادت

لایا ہے شیر تیرا نور خدا کا جلوہ
دل کر دے دودھ دھویا صبحِ شبِ ولادت

بانٹا ہے دو جہاں میں تو نے ضیا کا باڑا
دیدے حسن کا حصہ صبحِ شبِ ولادت

ذکرِ شہادت

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہلبیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوانِ اہلبیت

اُنکی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لئے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہلبیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
مصطفٰے بائع خریدار اُسکا اللہ اشتری

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حُسن و عشق
پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
ہوگئی تحقیق عید دید آبِ تیغ سے۔

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
اے شبابِ فصلِ گُل یہ چل گئی کیسی ہوا

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
خشک ہوجا خاک ہوکر خاک میں ملجا فرات

خاک پر عبّاس و عثمانِ علم بردار ہیں
تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر
فاطمہؓ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے

وقتِ رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
ابر فوجِ دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے

کس مزے کی لذتیں ہیں آبِ تیغِ یار میں
باغِ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوبِ خدا

حوریں بے پردہ نکل آئی سر کھولے ہوئے
کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکسی

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
سرِ شہیدانِ محبت کے ہیں نیزوں پر بلند

دولتِ دیدار پائی پاک جانیں بیچکر
زخم کھانے کو تو آبِ تیغ پینے کو دیا

اپنا سودا بیچکر بازار سُونا کر گئے

قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلبیت

کربلا میں ہو رہا ہے اِمتحانِ اہلبیت
خون سے سینچا گیا ہے گُلستانِ اہلبیت

خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوانِ اہلبیت
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہلبیت

کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلبیت
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہلبیت

دن دہاڑے لُٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت
خاک تجھپر دیکھ تو سُوکھی زبانِ اہلبیت

بیکسی اب کون اُٹھائے کا نشانِ اہلبیت
پیاس کی شدت میں تڑپے بےزبانِ اہلبیت

وارث بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

لو سلامِ آخری اے بیوگانِ اہلبیت
فاطمہؓ کا چاند مہرِ آسمانِ اہلبیت

خاک و خوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہلبیت

آج کیسا حشر ہے یارب میانِ اہلبیت
آج کیسا ہے مریضِ نیم جانِ اہلبیت

جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت
اور اُونچی کی خدا نے قدر و شانِ اہلبیت

کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہلبیت
خوب دعوت کی بُلا کر دشمنانِ اہلبیت

کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہلبیت

اہلبیتِ پاک سے گستاخیاں بیباکیاں لَعنۃُ اللہِ عَلَیکُم دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سُنا دے اے حسنؔ
یُوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت

ردیف ثائے مثلثہ

جاں بلب ہوں آمری جان الغیاث ہوتے ہیں کچھ اور ساماں الغیاث
دردمند دل کو دوا ملتی نہیں ۔ اے دوائے دردمنداں الغیاث
جان سے جاتے ہیں بیچارے غریب چارہ فرمائے غریباں الغیاث
حد سے گذریں درد کی بے دردیاں درد سے بیحد ہوں نالاں الغیاث
بیقراری چین لیتی ہی نہیں ۔ اے قرارِ بے قراراں الغیاث
حسرتیں دل میں بہت بے چین ہیں گھر ہُوا جاتا ہے زنداں الغیاث
خاک ہے پامال میری کُو بہ کُو اے ہوائے کوئے جاناں الغیاث
المدد اے زلفِ سرور المدد ہوں بلاؤں میں پریشاں الغیاث
دِل کی اُلجھن دُور کر گیسوئے پاک اے کرم کے سنبلستاں الغیاث
اے سرِ پُرنُور اے سِترِ خدا ہوں سراسیمہ پریشاں الغیاث
غمزدوں کی شام ہے تاریک رات اے جبیں اے ماہِ تاباں الغیاث
ابروِ شہ کاٹ دے زنجیرِ غم ۔ تیرے صدقے تیرے قرباں الغیاث
دل کے ہر پہلو میں غم کی پھانس ہے ہیں فدا مژگانِ جاناں الغیاث
چشمِ رحمت آگیا آنکھوں میں دم دیکھ حالِ خستہ حالاں الغیاث
مردمک اے مہرِ نورِ ذاتِ بحت ہیں سیہ بختی کے ساماں الغیاث
تیرِ غم کے دل میں چھد کر رہ گئے ۔ اے نگارہِ مہرِ جاناں الغیاث
اے کرم کی کان اے گوشِ حضور سُن لے فریادِ غریباں الغیاث
عارضِ رنگیں خزاں کو دُور کر اے جہاں آرا گلستاں الغیاث
بینیِ پُرنور حالِ مابہ بیں ۔ ناک میں دم ہے مریجاں الغیاث
جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر اے لبِ اے عیسیٰ دوراں الغیاث

اے تبسم غنچہائے دل کی جان
کھل چلیں مرجھائی کلیاں الغیاث

اے دہن اے چشمۂ آبِ حیات
مر مٹے دے آبِ حیواں الغیاث

دُرِّ مقصد کے لئے ہوں غرقِ غم
گوہرِ شاداب دنداں الغیاث

اے زبانِ پاک کچھ کہہ دے کہ ہو
ردِ بلائے بے زباناں الغیاث

اے کلام اے راحتِ جانِ کلیم
کلمہ گو ہے غم سے نالاں الغیاث

کامِ شہ اے کامبخشِ کامِ دل
ہوں میں ناکامی سے گریاں الغیاث

چاہِ غم میں ہوں گرفتارِ الم
چاہِ یوسف اے زنخداں الغیاث

ریشِ اطہر سنبلِ گلزارِ خلد
ریشِ غم سے ہوں پریشاں الغیاث

اے گلو اے صبحِ جنت شمعِ نور
تیرہ ہے شامِ غریباں الغیاث

غم سے ہوں ہمدوشِ اے دوشِ المدد
دوش پر ہے بارِ عصیاں الغیاث

اے بغل اے صبح کافورِ بہشت
مہر بر شامِ غریباں الغیاث

غنچۂ گل عطردانِ عطرِ خلد
بوئے غم سے ہوں پریشاں الغیاث

بازوئے شہ دستگیری کر مری
اے توانِ ناتواناں الغیاث

دستِ اقدس اے مرے نیسانِ جود
غم کے ہاتھوں سے ہوں گریاں الغیاث

اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جان
تیرہ دل ہو نور افشاں الغیاث

ہم سیہ ناموں کو اے تحریرِ دست
تو ہو دستاویزِ غفراں الغیاث

پھر بہائیں انگلیاں انہارِ فیض
پیاس سے ہونٹوں پہ ہے جاں الغیاث

بہرِ حق اے ناخن اے عقدہ کشا
مشکلیں ہو جائیں آساں الغیاث

سینۂ پُر نور صدقہ نور کا
بے ضیا سینہ ہے ویراں الغیاث

قلبِ انور تجھ کو سب کی فکر ہے
کر دے بے فکری کے ساماں الغیاث

اے جگر تجھ کو غلاموں کا ہے درد
میرے دکھ کا بھی ہو درماں الغیاث

اے شکم بھر پیٹ صدقہ نور کا
پیٹ بھر اے کانِ احساں الغیاث

پشت والا میری پشتی پر ہو تو
روبرو ہیں غم کے ساماں الغیاث

مُہرِ پشتِ پاک میں تجھ پر فدا
دیدے آزادی کا فرماں الغیاث

تیرے صدقے اے کمربستہ کمر
ٹوٹی کمروں کا ہو درماں الغیاث

پائے انور اے سرفرازی کی جاں
میں شکستہ پا ہوں جاناں الغیاث

نقشِ پا اے نوگلِ گلزارِ خلد
ہو بہ اُجڑا بن گلستاں الغیاث

اے سراپا اے سراپا لطفِ حق
ہوں سراپا جرم وعصیاں الغیاث

اے عمامہ دورِ گردش دور کر
گرد پھر پھر کر ہوں قرباں الغیاث

نیچے نیچے دامنوں والی عبا
خوار ہے خاکِ غریباں الغیاث

پڑگئی شامِ الم میرے گلے
جلوۂ صبحِ گریباں الغیاث

کھول مشکل کی گرہ بندِ قبا
بندِ غم میں ہوں پریشاں الغیاث

آستیں نقدِ عطا در آستیں
بیٹھا ہیں اشک ریزاں الغیاث

چاک اے چاکِ جگر کے بخیہ گر
دل ہے غم سے چاک جاناں الغیاث

عیب کھلتے ہیں گدا کے روزِ حشر
دامنِ سلطانِ خوباں الغیاث

دور دامن دور دور ہے ترا
دور کر دوری کا دوراں الغیاث

ہوں فسردہ خاطر اے گلگوں قبا
دل کھلا دیں تیری کلیاں الغیاث

دل ہے ٹکڑے ٹکڑے پیوندِ لباس
اے پناہِ خستہ حالاں الغیاث

ہے پھٹے حالوں مرا رختِ عمل
اے لباسِ پاکِ جاناں الغیاث

نعلِ شہ عزت ہی میری تیرے ہاتھ
اے وقارِ تاجِ شاہاں الغیاث

اے شراکِ نعلِ پاکِ مصطفےٰ
زیرِ نشتر ہے رگِ جاں الغیاث

شانۂ شہ دل ہی غم سے چاک چاک
اے انیسِ سینہ چاکاں الغیاث

سرمہ اے چشم و چراغِ کوہِ طور
ہے سیہ شامِ غریباں الغیاث

ٹوٹتا ہے دم میں ڈورا سانس کا
دلنشیں مسواکِ جاناں الغیاث

آئینہ اے منزلِ انوارِ قدس
تیرہ بختی سے ہوں حیراں الغیاث

سخت دشمن ہے حسنؔ کی تاک میں
المدد محبوبِ یزداں الغیاث

استغاثہ بجنابِ غوثیت

پڑے مجھ پہ نہ کچھ افتاد یا غوث
مدد پر ہو تری امداد یا غوث

اُڑے تیری طرف بعد فنا خاک ... نہ ہو مٹی مری برباد یاغوث
مرے دِل میں بسیں جلوے تمہارے ... یہ ویرانہ بنے بغداد یاغوث
نہ بھولوں بھول کر بھی یاد تیری ... نہ یاد آئے کسی کی یاد یاغوث
مُرِیدِیْ لَاتَخَفْ فرماتے آؤ ... بلاؤں میں ہے یہ ناشاد یاغوث
گلے تک آگیا سیلاب غم کا ... چلا میں آئیے فریاد یاغوث
نشیمن سے اڑاکر بھی نہ چھوڑا ... ابھی ہے گھات میں صیاد یاغوث
خمیدہ سر گرفتارِ قضا ہے ... کشیدہ خنجرِ جلاد یاغوث
اندھیری رات جنگل میں اکیلا ... مدد کا وقت ہے فریاد یاغوث
کھِلا دو غنچۂ خاطر کہ تم ہو ... بہارِ گلشنِ ایجاد یاغوث
مرے غم کی کہانی آپ سُن لیں ... کہوں میں کس سے یہ روداد یاغوث
رہوں آزاد قیدِ عشق کب تک ... کرو اس قید سے آزاد یاغوث
کروگے کب تک اچھا مجھ برے کو ... مرے حق میں ہے کیا ارشاد یاغوث
غمِ دُنیا غمِ قبر و غمِ حشر ... خدا را کردو مجھ کو شاد یاغوث

حسن منگتا ہے دیدے بھیک داتا ... رہے یہ راج پاٹ آباد یاغوث

ردیف جیم تازی

کیا مژدۂ جاں بخش سنائیگا قلم آج ... کاغذ پہ جو سو ناز سے رکھتا ہے قدم آج
آمد ہے یہ کس بادشہ عرش مکاں کی ... آتے ہیں فلک سے جو حسینانِ ارم آج
کس گُل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں ... آتا ہے نظر نقشۂ گلزارِ ارم آج
نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ ... اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج
بادل سے جو رحمت کے سرِ شام گھرے ہیں ... برسے گا مگر صبح کو بارانِ کرم آج
کس چاند کی پھیلی ہے ضیا کیا یہ سماں ہے ... ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج
کھُلتا نہیں کس جانِ مسیحا کی ہے آمد ... بُت بولتے ہیں قالبِ بیجاں میں ہے دم آج
بت خانوں میں وہ قہر کا کہرام پڑا ہے ... مِل مِل کے گلے روتے ہیں کفار و صنم آج

کعبہ کا ہے نعرہ کہ ہوا لوث سے میں پاک
بُت نکلے کہ آئے مرے مالک کے قدم آج

تسلیم میں سر جھکیں دل منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرم آج

اے کفر تجھے کاسر وہ شہ بت شکن آیا
گردن ہے تری دم میں تہِ تیغ دو دم آج

کچھ رعب شہنشاہ ہے کچھ ولولۂ شوق
ہے طرفہ کشاکش میں دلِ بیت ودم آج

پُر نور جو ظلمت کدۂ دہر ہوا ہے
روشن ہے کہ آتا ہے وہ مہتابِ کرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دوعالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہوا نصب جو یہ سبز علم آج

گر عالمِ ہستی میں وہ مہر جلوہ فگن ہے
تو سایہ کے جلوہ پہ فدا اہلِ عدم آج

ہاں مفلسو خوش ہو کہ ملا دامنِ دولت
تر دامنو مژدہ وہ اُٹھا ابرِ کرم آج

تعظیم کو اُٹھے ہیں ملک تم بھی کھڑے ہو
پیدا ہوئے سلطانِ عرب شاہِ عجم آج

کل نارِ جہنم سے حسن امن و اماں ہو
اُس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

ردیف ہائے حطی

دشتِ مدینہ کی ہے عجب پُر بہار صبح
ہر ذرّہ کی چمک سے عیاں ہیں ہزار صبح

منہ دھو کے جوئے شیر میں آئے ہزار صبح
شامِ حرم کی پائے نہ ہرگز بہار صبح

للہ اپنے جلوۂ عارض کی بھیک دے
کر دے سیاہ بخت کی شب ہائے تار صبح

روشن ہیں اُنکے جلوۂ رنگیں کی تابشیں
بلبل ہیں جمع ایک چمن میں ہزار صبح

رکھتی ہے شامِ طیبہ کچھ ایسی تجلیاں
سو جان سے ہو جس کی ادا پر نثار صبح

نسبت نہیں سحر کو گریبانِ پاک سے
جوشِ فروغ سے یہاں تار تار صبح

آتے ہیں پاسبانِ درِ شہ فلک سے روز
ستر ہزار شام تو ستر ہزار صبح

اے ذرّۂ مدینہ خدارا نگاہِ مہر
تڑکے سے دیکھتی ہے ترا انتظار صبح

زلفِ حضور و عارضِ پُر نور پر نثار
کیا نور بار شام ہے کیا جلوہ بار صبح

نورِ ولادتِ مہِ بطحی کا فیض ہے
رہتی ہے جنتوں میں جو لیل و نہار صبح

ہر ذرّۂ حرم سے نمایاں ہزار مہر
ہر مہر سے طلوع کناں بے شمار صبح

گیسو کے بعد یاد ہو رخسارِ پاک کی
ہو مشک بار شام کی کافور بار صبح

کیا نورِ دل کو نجدیٔ تیرہ دروں سے کام
تا حشر شام سے نہ ملے زینہار صبح

حسنِ شبابِ ذرۂ طیبہ کچھ اور ہے
کیا کور باطن آئینہ کیا شیرخوار صبح

بس چل سکے تو شام سے پہلے سفر کرے
طیبہ کی حاضری کے لئے بیقرار صبح

پابوس کیوں ہوں خاک نشینِ حسنِ یار سے
آخر ضیائے ذرہ کی ہے ذمہ وار صبح

کیا دشتِ پاک طیبہ سے آئی ہوا ہے حسنؔ
لائی جو اپنی جیب میں نقدِ بہار صبح

جو نور بار ہوا آفتاب حسنِ ملیح
ہوئے زمین و زماں کامیاب حسنِ ملیح

زوال مہر کو ہو ماہ کا جمال گھٹے
مگر ہے اوج ابد پر شباب حسنِ ملیح

زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غمِ عشق
فلک پہ بدر دل افگار تاب حسنِ ملیح

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہوگا جواب حسنِ ملیح

الٰہی موت سے یوں آئے مجھ کو میٹھی نیند
مرے خیال کی راحت ہو خواب حسنِ ملیح

جمال والوں میں ہے شورِ عشق اور ابھی
ہزار پردوں میں ہے آب و تاب حسنِ ملیح

زمیں شور بنے تختۂ گل و سنبل
عرق فشاں ہوا اگر آب و تاب حسنِ ملیح

نثارِ دولتِ بیدار و طالعِ ازواج
نہ دیکھی چشمِ زلیخا نے خوابِ حسنِ ملیح

تجلیوں نے نمک بھر دیا ہے آنکھوں میں
ملاحت آپ ہوئی ہے حجاب حسنِ ملیح

نمک کا خاصہ ہے اپنے کیف پر لاتا
ہر ایک قسمی نہ ہو کیوں بہرہ یابِ حسنِ ملیح

عسل ہو آب بنیں کوزہائے قندِ حباب
جو بحرِ شور میں ہو عکسِ آبِ حسنِ ملیح

دلِ صباحتِ یوسف میں سوزِ عشقِ حضور
نبات و قند ہوئے ہیں کباب حسنِ ملیح

صبیح ہوں کہ صباحتِ جمیل ہوں کہ جمال
غرض سبھی ہیں نمک خوار بابِ حسنِ ملیح

کھلے جب آنکھ نظر آئے وہ ملاحتِ پاک
بیاضِ صبح ہو یا رب کتابِ حسنِ ملیح

حیات بے مزہ و بخت تیرہ میدارم
شتاب اے مہِ گردوں جناب حسنِ ملیح

حسنؔ کی پیاس بجھا کر نصیب چمکا دے
ترے نثار میں اے آب و تاب حسنِ ملیح

ردیف خائے معجمہ

سحابِ رحمتِ باری ہے بارھویں تاریخ
کرم کا چشمہ جاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارھویں تاریخ
عدو کے دل کو کٹاری ہے بارھویں تاریخ

اِسی نے موسمِ گُل کو کیا ہے موسمِ گُل
بہار فصلِ بہاری ہے بارھویں تاریخ

بنی ہے سُرمۂ چشمِ بصیرت و ایماں
اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارھویں تاریخ

ہزار عید ہوں ایک ایک لحظہ پر قُرباں
خوشی دلوں پہ وہ طاری ہے بارھویں تاریخ

فلک پہ عرشِ بریں کا گُمان ہوتا ہے
زمینِ خُلد کی کیاری ہے بارھویں تاریخ

تمام ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارھویں تاریخ

دلوں کے مَیل دُھلے گُل کھِلے سرور ملے
عجیب چشمۂ جاری ہے بارھویں تاریخ

چڑھی ہے اوج پہ تقدیر خاکساروں کی
خدا نے جب سے اتاری ہے بارھویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پُورے
کہ اپنی روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ

ولادتِ شہِ دیں ہر خوشی کی باعث ہے
ہزار عید سے بھاری ہے بارھویں تاریخ

ہمیشہ تُو نے غلاموں کے دِل کئے ٹھنڈے
جلے جو تجھ سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ

ق

خوشی ہے اہلِ سُنن میں مگر عدو کے یہاں
فغان و شیون و زاری ہے بارھویں تاریخ

جِدھر گیا سُنی آوازِ یَا رَسُوْلَ اللہ
ہر اک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ

عدو ولادتِ شیطاں کے دن منائے خوشی
کہ عید عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

حسنؔ ولادتِ سرکار سے ہوا روشن
مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ

ردیفِ دال مہملہ

ذاتِ والا پہ بار بار درود
بار بار اور بے شمار درود

روئے انور پہ نور بار سلام
زلفِ اطہر پہ مشکبار درود

اس مہک پر شمیم بیز سلام
اُس چمک پر فروغ بار درود

اُن کے ہر جلوہ پر ہزار سلام
اُن کے ہر لمعہ پر ہزار درود

اُن کی طلعت پر جلوہ ریز سلام / اُن کی نکہت پہ عطر بار درود

جس کی خوشبو بہارِ خلد بسائے / ہے وہ محبوب گلعذار درود

سر سے پا تک کرور بار سلام / اور سراپا پہ بے شمار درود

دل کے ہمراہ ہوں سلام فدا / جان کے ساتھ ہو نثار درود

چارۂ جانِ دردمند سلام / مرہم سینۂ فگار درود

بے عدد اور بے عدد تسلیم / بے شمار اور بیشمار درود

بیٹھتے اُٹھتے جاگتے سوتے / ہو الٰہی مرا شعار درود

شہریارِ رسل کی نذر کروں / سب درودوں کی تاجدار درود

گورِ بیکس کو شمع سے کیا کام / ہو چراغِ سرِ مزار درود

قبر میں خوب کام آتی ہے - / بیکسوں کی ہے یارِ غار درود

(ق) انھیں کس کی درود کی پروا / بھیجے جب اُن کا کردگار درود

ہے کرم ہی کرم کہ سُنتے ہیں - / آپ خوش ہو کے بار بار درود

(ق) جان نکلے تو اِس طرح نکلے / تجھ پر اے غمزدوں کے یار درود

دِل میں جلوے بسے ہوئے تیرے / لب سے جاری ہو بار بار درود

اے حسن خارِ غم کو دل سے نکال
غمزدوں کی ہے غمگسار درود

رنگِ چمن پسند نہ پھولوں کی بُو پسند / صحرائے طیبہ ہے دلِ بلبل کو تو پسند

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے / ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تُو پسند

مایوس ہو کے سب سے میں آیا ہوں تیرے پاس / اے جان کر لے ٹوٹے ہوئے دِلکو تُو پسند

ہیں خانہ زاد بندہ کا احسان تو کیا عجب / تیری وہ خو ہے کرتے ہیں جسکو عدو پسند

کیونکر نہ چاہیں تیری گلی میں ہوں مٹ کے خاک / دُنیا میں آج کسکو نہیں آبرو پسند

ہے خاکسار پر کرمِ خاص کی نظر / عاجزنواز ہے تری خو اے خورد پسند

قُل کہکر اپنی بات بھی لب سے ترے سُنی / اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند

حور و فرشتہ جن و بشر سب نثار ہیں / ہے دو جہاں میں قبضہ کئے چار سو پسند

اُن کے گناہگار کی اُمید عفو کو / پہلے کرے گی آیتِ لاتقنطوا پسند

طیبہ میں سر جھکاتے ہیں خاکِ نیاز پر — کونین کے بڑے سے بڑے آبرو پسند

سب ہے خواہشِ وصالِ درِ یار اے حسن
آئے نہ کیوں اثر کہ مری آرزو پسند

ردیف ذال معجمہ

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منور کاغذ — عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ

صفتِ خارِ مدینہ کروں گلکاری — دفترِ گل کا عنادل سے منگا کر کاغذ

عارضِ پاک کی تعریف ہو جس پرچے میں — سو سیہ نامہ اجالے وہ منور کاغذ

شامِ طیبہ کی تجلی کا کچھ احوال لکھوں — دے بیاضِ سحر اک ایسا منور کاغذ

یادِ محبوب میں کاغذ سے تو دل کم نہ رہے — کہ جدا نقش سے ہوتا نہیں دم بھر کاغذ

ورقِ مہر اسے خطِ غلامی لکھ دے — ہو جو وصفِ رخِ پُرنور سے انور کاغذ

تیرے بندے ہیں طلبگار تری رحمت کے — سن گناہوں کے نہ اے داورِ محشر کاغذ

لبِ جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں — ہو مجھے تارِ نفس ہر خطِ مسطر کاغذ

مدحِ رخسار کے پھولوں میں بسا لوں جو حسن
حشر میں ہو مرے نامہ کا معطر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

اگر چمکا مقدر خاکِ پائے رہرواں ہو کر — چلیں گے بیٹھتے اٹھتے غبارِ کارواں ہو کر

شبِ معراج وہ دم بھر میں پلٹے لامکاں ہو کر — بہارِ ہشت جنت دیکھ کر ہفت آسماں ہو کر

چمن کی سیر سے جلتا ہے جی طیبہ کی فرقت میں — مجھے گلزار کا سبزہ رلاتا ہے دھواں ہو کر

تصور اس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا — دلوں کا چین ہو کر جان کا آرامِ جاں ہو کر

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن — تمہارے در پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر

دکھا دے اے خدا گلزارِ طیبہ کا سماں مجھ کو — پھروں کب تک پریشاں بلبلِ بے آشیاں ہو کر

ہوئے جس کے قدم سے فرش و عرش و لامکاں زندہ — خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جانِ جہاں ہو کر

ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل کئی ٹھنڈے — کہیں گوہر فشاں ہو کر کہیں آبِ رواں ہو کر

فدا ہو جائے اُمت اس عنایت اس محبت پر
ہزاروں غم لیے ہیں ایک دل پر شادماں ہو کر

جو رکھتے ہیں سلاطیں شاہی جاہ و بزرگی خواہش
نشاں قائم کریں اُن کی گلی میں بے نشاں ہو کر

وہ جس رہ سے گزرتے ہیں بسی رہتی ہے نکہت تک
نصیب اُس گھر کے جس گھر میں وہ محبوب مہماں ہو کر

حسن کیوں پاؤں توڑے بیٹھے ہو طیبہ کا رستہ لو
زمیں ہمیشہ سرگرداں رکھے گی آسماں ہو کر

مرحبا عزت و کمالِ حضور
ہے جلالِ خدا جلالِ حضور

اُن کے قدموں کی یاد میں مرے
کیجیے دل کو پائمالِ حضور

دشتِ ایمن ہے سینۂ مومن
دل میں ہے جلوۂ خیالِ حضور

آفرینش کو ناز ہے جس پر
ہے وہ انداز بے مثالِ حضور

ماہ کی جان مہر کا ایماں
جلوۂ حسن بے زوالِ حضور

حسنِ یوسف کرے زلیخائی
خواب میں دیکھ کر جمالِ حضور

وقفِ انجاحِ مقصدِ خدّام
ہر شب و روز و ماہ و سالِ حضور

سکہ رائج ہے حکم جاری ہے
دونوں عالم ہیں ملک و مالِ حضور

تابِ دیدار ہو کسے جو نہ ہو
پردۂ غیب میں جمالِ حضور

جو نہ آئی نظر نہ آئے نظر
ہر نظر میں ہے بے مثالِ حضور

اُنھیں نقصان دے نہیں سکتا
دشمن اپنا ہے بد سگالِ حضور

دُرّۃ التاج فرقِ شاہی ہے
ذرّۂ شوکتِ نعالِ حضور

حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو
قال سے کیا عیاں ہو حالِ حضور

منزلِ رشد کے نجوم اصحاب
کشتیِ خیر و امن آلِ حضور

ہے مسِ قلب کے لیے اکسیر
اے حسن خاکِ پائمالِ حضور

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بے لقائے یار اُن کو چین آ جاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

کون کہتا ہے دلِ بے مدعا ہے خوب چیز
میں تو کوڑی کو نہ لوں اُن کی تمنا چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اُس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قُربِ مسیحا چھوڑ کر

کس تمنا پر جئیں یارب اسیرانِ قفس
آ چکی بادِ صبا باغِ مدینہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

خلد کیسا نفسِ سرکش جاؤں گا طیبہ کو میں
بد چلن ہٹ کر کھڑا ہو مجھ سے رستہ چھوڑ کر

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

ردیف زائے معجمہ

جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز
کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خاکِ مدینہ پر مجھے اللہ موت دے
وہ مُردہ دل ہے جس کو نہ ہو زندگی عزیز

کیوں جائیں ہم کہیں کہ غنی تم نے کر دیا
اب تو یہ گھر پسند یہ در یہ گلی عزیز

جو کچھ تری رضا ہے خدا کی وہی خوشی
جو کچھ تری خوشی ہے خدا کو وہی عزیز

گو ہم نمک حرام نکمّے غلام ہیں
قربان پھر بھی رکھتی ہے رحمت تری عزیز

شانِ کرم کو اچھے بُرے سے غرض نہیں
اُس کو سبھی پسند ہیں اُس کو سبھی عزیز

منگتا کا ہاتھ اُٹھتا تو مدینہ ہی کی طرف
تیرا ہی در پسند تیری ہی گلی عزیز

اُس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز

کونین دے دیے ہیں ترے اختیار میں
اللہ کو بھی کتنی ہے خاطر تری عزیز

محشر میں دو جہاں کو خدا کی خوشی کی چاہ
میرے حضور کی ہے خُدا کو خوشی عزیز

قرآن کھا رہا ہے اِسی خاک کی قسم
ہم کون ہیں خدا کو ہے تیری گلی عزیز

طیبہ کی خاک ہو کہ حیاتِ ابد ملے
اے جاں بلب تجھے ہے اگر زندگی عزیز

سنگِ ستم کے بعد دُعائے فلاح کی
بندے تو بندے ہیں تمہیں ہیں عدو بھی عزیز

دل سے ذرا یہ کہہ دے کہ ان کا غلام ہوں
ہر دشمنِ خدا ہو خُدا کو ابھی عزیز

طیبہ کے ہوتے خُلدِ بریں کیا کروں حسن
مجھ کو یہی پسند ہے مجھکو یہی عزیز

ردیف سین مہملہ

ہوں جو یاد رُخِ پُر نور میں مرغانِ قفس
چمک اُٹھے چہِ یوسف کی طرح شانِ قفس

کس بلا میں ہیں گرفتار اسیرانِ قفس
کل تھے مہمانِ چمن آج ہیں مہمانِ قفس

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
اب کہاں طیبہ وہی ہم وہی زندانِ قفس

روئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
ہائے کیا قہر کیا اُلفتِ یارانِ قفس

نوحہ گر کیوں نہ رہے مرغِ خوش الحانِ چمن
باغ سے دام ملا دام سے زندانِ قفس

پائیں صحرائے مدینہ تو گلستاں لیجائے
ہند سے ہم کو قفس ہم ہیں اسیرانِ قفس

زخمِ دل پھول بنے آہ کی چلتی ہے نسیم
روز افزوں ہے بہارِ چمنستانِ قفس

قافلہ دیکھتے ہیں جب سوئے طیبہ
کیسی حسرت سے تڑپتے ہیں اسیرانِ قفس

تھا چمن ہی ہمیں زنداں کہ نہ تھا وہ گُلِ تر
قید پر قید ہوا اور یہ زندانِ قفس

دشتِ طیبہ میں ہمیں شکلِ وطن یاد آئی
بدنصیبی سے ہوا باغ میں ارمانِ قفس

اب نہ آئینگے اگر کھل گئی قسمت کی گرہ
اب گرہ باندھ لیا ہم نے یہ پیمانِ قفس

ہند کو کون مدینے سے پلٹنا چاہے
عیشِ گلزار بھلا دے جو نہ دورانِ قفس

تجھ سے کس گُلِ خوبی کی ثنا میں ہیں حسن
نکہتِ خُلد سے مہکا ہے جو زندانِ قفس ۞

ردیف شین معجمہ

جنابِ مصطفےٰ ہوں جس سے ناخوش
نہیں ممکن کہ ہو اس سے خدا خوش

شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش

سلاطیں مانگتے ہیں بھیک اس سے
یہ اپنے گھر سے ہے اُن کا گدا خوش

پسندِ حق تعالےٰ تیری ہر بات
ترے انداز خوش تیری ادا خوش

مٹیں سب ظاہر و باطن کے امراض
مدینے کی ہے یہ آب و ہوا خوش

کیا قرضؔ کی محبت کے تقاضے
کہ جس سے آپ خوش اُس سے خدا خوش

پھرا کروں جھومتا ہوں شب و روز
خوشا قسمت نہیں وہ پھر کبھی ناخوش

الٰہی دے مرے دل کو غمِ عشق
نشاطِ دہر سے ہو جاؤں ناخوش

شہیدِ جاں ہیں کبھی وحشتِ نبی سے
کچھ ایسی ہے بہاروں کو فضا خوش

مدینے کی اگر سرحد نظر آئے
دلِ ناشاد ہو بے انتہا خوش

نہ تھے آرام دم بھر بے غمِ عشق
دلِ مضطر ہیں خوش میرا خدا خوش

ق
نہ تھا ممکن کہ ایسی معصیت پر
گنہگاروں سے ہو جاتا خدا خوش

تمہاری روتی آنکھوں نے ہنسایا
تمہارے غمزدہ دل نے کیا خوش

الٰہی دھوپ ہو اُن کی گلی کی
مرے سر کو نہیں ظلِ ہما خوش

حسنِ نعت چنیں شیریں بیانی
تو خوش باشی کہ کردی وقتِ ما خوش

ردیف صاد مہملہ

خدا کی خلق ہیں سب انبیاء خاص
گروہِ انبیاء میں مصطفےٰ خاص

نرالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص

تری نعمت کے سائل خاص تا عام
تری رحمت کے طالب عام تا خاص

شریک اوس میں نہیں کوئی پیمبر
خدا سے ہے جو تجھ کو واسطہ خاص

گنہگارو نہ ہو مایوسِ رحمت
نہیں ہوتی کریموں کی عطا خاص

گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہیں خاص اور نہ میری التجا خاص

ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا۔
تمہیں ہو مالکِ مُلکِ خدا خاص

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص

جو کچھ پیدا ہوا دونوں جہاں میں
تصدق ہے تمہاری ذات کا خاص

تمہاری انجمن آرائیوں کو
ہوا ہنگامۂ قالوا بلیٰ خاص

نبی ہم پایہ ہوں کیا۔ تو نے پایا
نبوت کی طرح ہر معجزہ خاص

جو رکھتا ہے جمالِ مَنْ رَّاٰنِیْ
اسی منہ کی صفت ہے والضحیٰ خاص

نہ بھیجو اور دروازے پر اُس کو
حسن ہے آپ کے در کا گدا خاص

ردیف ضادِ معجمہ

سُن لو خدا کے واسطے اپنے گدا کی عرض
یہ عرض ہے حضور ترے بے نوا کی عرض

اُن کے گدا کے در پہ ہے یوں بادشاہ کی عرض
جیسے ہو بادشاہ کے در پر گدا کی عرض

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تُلا ہوا
وہ دل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض

قربان اُن کے نام کے بے اُن کے نام کے
مقبول ہو نہ خاص جنابِ خدا کی عرض

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہر سُن لے ذرۂ بے دست و پا کی عرض

اے بیکسوں کے حامی و یاور سوا ترے
کس کو غرض ہے کون سنے مبتلا کی عرض

اے کیمیائے دل میں ترے در کی خاک ہوں
خاکِ درِ حضور سے ہے کیمیا کی عرض

اُلجھن سے دُور نور سے معمور کر مجھے
اے زلفِ پاک ہے یہ اسیرِ بلا کی عرض

دُکھ میں رہے کوئی یہ گوارا نہیں انہیں
مقبول کیوں نہ ہو دلِ درد آشنا کی عرض

کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مرے مدعا کی عرض

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسن مصطفٰے کی عرض

ردیف طائے مہملہ

چشمِ دل چاہے جو انوار سے ربط
رکھے خاکِ درِ دلدار سے ربط

اُن کی نعمت کا طلبگار سے میل
اُن کی رحمت کا گنہگار سے ربط

دشتِ طیبہ کی جو دیکھ آئیں بہار
ہو عنادل کو نہ گلزار سے ربط

یا خدا دل نہ ملے دنیا سے
نہ ہو آئینہ کو زنگار سے ربط

نفس سے میل نہ کرنا اے دل
قہر ہے ایسے ستمگار سے ربط

دلِ نجدی میں ہو کیوں حُبِّ حضور
ظلمتوں کو نہیں انوار سے ربط

تلخیٔ نزع سے اُس کو کیا کام
ہو جسے لعلِ شکر بار سے ربط

خاک طیبہ کی اگر مل جائے
آپ صحت کرے بیمار سے ربط

اُن کے دامانِ گہربار کو ہے
کاسۂ دستِ طلبگار سے ربط

کل ہے اجلاس کا دن اور ہمیں
میل عمل سے نہ دربار سے ربط

ق

عُمر یُوں اُن کی گلی میں گذرے
ذرّہ ذرّہ سے بڑھے پیار سے ربط

سرِ شوریدہ کو ہے دَر سے میں
کمرِ خستہ کو دیوار سے ربط

اے حسنؔ خیر ہے کیا کرتے ہو
یار کو چھوڑ کر اغیار سے ربط

ردیف ظائے معجمہ

خاک طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ
عیبِ کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ

دل میں روشن ہو اگر شمع ولائے مولےٰ
دُزدِ شیطاں سے رہے دین کی دولت محفوظ

یا خدا محو نظارہ ہوں یہاں تک آنکھیں
شکلِ قرآں ہو مرے دل میں وہ صورت محفوظ

سلسلہ زلفِ مبارک سے ہے جس کے دل کو
ہر بلا سے رکھے اللہ کی رحمت محفوظ

تھی جو اُس ذات سے تکمیلِ فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لئے مُہرِ نبوت محفوظ

اے نگہبان مرے تجھ پہ صلوٰۃ اور سلام
دوجہاں میں ترے بندے ہیں سلامت محفوظ

واسطہ حفظِ الٰہی کا بچا رہزن سے
رہے ایمانِ غریباں دمِ رحلت محفوظ

شاہی کون و مکاں آپ کو دی خالق نے
کنزِ قدرت میں ازل سے تھی یہ دولت محفوظ

تیرے قانون میں گنجائشِ تبدیل نہیں
نسخ و ترمیم سے ہے تیری شریعت محفوظ

جسے آزاد مرے قامتِ شہ کا صدقہ
رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ

اُس کو اعدا کی عداوت سے ضرر کیا پہنچے
جس کے دل میں ہو حسنؔ اُن کی محبت محفوظ

ردیف عین مہملہ

مدینہ میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع
عروج و اوج ہیں قربانِ بارگاہِ رفیع

نہیں گدا ہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع

بنائے دونوں جہاں مجرئی اسی در کے / کیا خدا نے جو سامانِ بارگاہِ رفیع
زمیں بجز پہ سجدہ کرائیں شاہوں سے / کلاہ جن کا ہے غلامانِ بارگاہِ رفیع
ہے انتہائے کمالات ابتدائے عروج یہاں / ورا خیال سے ہے شانِ بارگاہِ رفیع
کمندِ رشتۂ عمرِ خضر پہنچ نہ سکے / بلند اتنا ہے ایوانِ بارگاہِ رفیع
وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اس در سے / سبھی ہیں بندۂ احسانِ بارگاہِ رفیع
نواز جاتے ہیں ہم سے نمک حرام غلام / ہماری جان ہو قربانِ بارگاہِ رفیع
مطیعِ نفس ہیں وہ سرکشانِ جن و بشر / نہیں جو تابعِ فرمانِ بارگاہِ رفیع
صلائے عام ہے مہماں نواز ہیں سرکار / کبھی اٹھا ہی نہیں خوانِ بارگاہِ رفیع
جمالِ شمس و قمر کا سنگار ہے شب و روز / فروغِ شمسۂ ایوانِ بارگاہِ رفیع
ملائکہ ہیں فقط واسطے سلطنت کیلئے / خدا ہے آپ نگہبانِ بارگاہِ رفیع

حسنؔ جلالتِ شاہی سے کیوں جھجکتا ہے
گدا نواز ہے سلطانِ بارگاہِ رفیع

ردیف غین معجمہ

خوشبو سے دشتِ طیبہ کی بس جائے گر دماغ / مہکائے بوئے خلد مرا سر بسر دماغ
پایا ہے پائے صاحبِ معراج سے شرف / ذرّاتِ کوئے طیبہ کا ہے عرش پر دماغ
مومن فدائے نور و شمیمِ حضور ہیں / ہر دل چمک رہا ہے معطّر ہے ہر دماغ
ایسا بسے کہ بوئے گلِ خلد سے بسے / ہو یادِ نقشِ پائے نبی کا جو گھر دماغ
آباد کر خدا کے لئے اپنے نور سے / ویران دل ہے دل سے زیادہ کھنڈر دماغ
ہر خارِ طیبہ زینتِ گلشن ہے عندلیب / ناداں ایک پھول پر اتنا نہ کر دماغ
نا ہے ہے مستحقِ کرامت گناہگار / اللہ اکبر اتنا مزاج اس قدر دماغ
لے نور دل کے واسطے کچھ بھیک مانگتے / ذرّاتِ خاکِ طیبہ کا ملتا اگر دماغ
اے عندلیب خارِ حرم ہے مثالِ گل / تک تک کے ہرزہ گوئی سے خالی نہ کر دماغ
ہر دم خیالِ پاک اقامت گزیں رہے / بن جائے گھر دماغ نہ ہو رہ گزر دماغ
شاید کہ وصفِ پائے نبی کچھ بیاں کرے / پہنچی ترقیوں پہ رسا ہو اگر دماغ

اُس بدلگام کو نمرود و دجال جانیے
مُنہ آئے ذکرِ پاک کو سُن کر جو بد دماغ

اُن کے خیال سے ہو ملی امن اے حسن
سر پہ نہ آئے کوئی بلا ہو سپر دماغ

ردیف فا

کچھ غم نہیں اگرچہ زمانہ ہو بر خلاف
اُنکی مدد رہے تو کرے کیا اثر خلاف

اُن کا عدو اسیرِ بلائے نفاق ہے
اُسکی زبان و دل میں رہے ہر پہر خلاف

کرتا ہے ذکرِ پاک سے تجھ ہی مخالفت
کمبخت بد نصیب کی قسمت ہے برخلاف

اُن کی وجاہتوں میں گھٹے ہو محال ہے
با دشمن اک زمانہ ہو اُن سے اگر خلاف

اٹھوں جو خوابِ مرگ سے آئے شمیمِ یار
یارب نہ صبحِ حشر ہو بادِ سحر خلاف

قربان جاؤں رحمتِ عاجز نواز پر
ہوتی نہیں غریب سے اُنکی نظر خلاف

شانِ کرم کسی سے عوض چاہتی نہیں
لاکھ امتثالِ امر میں دل ہوا ادھر خلاف

کیا رحمتیں ہیں لطف میں پھر بھی کمی نہیں
کرتے رہے ہیں حکم سے ہم عمر بھر خلاف

تعمیلِ حکمِ حق کا حسن ہے اگر خیال
ارشادِ پاک سرورِ دیں کا نہ کر خلاف

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

جانِ جناں ہے دشتِ مدینہ تری بہار
بلبل نہ جائیگی کبھی گلزار کی طرف

انکار کا وقوع تو کیا ہو کریم سے
مائل ہوا نہ دل کبھی انکار کی طرف

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
منہ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

منہ اُس کا دیکھتی ہیں بہاریں بہشت کی
جس کی نگاہ ہے ترے رخسار کی طرف

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف

محشر میں آفتاب اُدھر گرم اور ادھر
آنکھیں لگی ہیں دامنِ دلدار کی طرف

پھیلا ہوا ہے ہاتھ ترے در کے سامنے
گردن جھکی ہوئی تری دیوار کی طرف

گو بے شمار جرم ہوں گو بے عدد گناہ
کچھ غم نہیں جب تم ہو گنہگار کی طرف

یوں مجھ کو موت آئے تو کیا پوچھنا مرا
میں خاک پر نگاہ درِ یار کی طرف

کعبے کے صدقے دل کی تمنا مگر یہ ہے
مرنے کے وقت منہ ہو درِ یار کی طرف

دے جاتے ہیں مراد جہاں مانگیے وہاں
منہ ہونا چاہیے درِ سرکار کی طرف

روکے گی حشر میں جو مجھے پا شکستگی
دوڑیں گے ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

ق

آہیں دلِ اسیر سے کب تک نہ آئی تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

دیکھی جو بے کسی تو انہیں رحم آ گیا
گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

بٹتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

عالم کے دل تو بھر گئے دولت سے کیا عجب
گھر دوڑنے لگیں درِ سرکار کی طرف

آنکھیں جو بند ہوں تو مقدر کھلے حسنؔ
جلوے خود آئیں طالبِ دیدار کی طرف

ردیف قاف

ترا ظہور ہوا چشمِ نور کی رونق
ترا ہی نور ہے بزمِ ظہور کی رونق

رہے نہ عفو میں پھر ایک ذرہ شک باقی
جو اُن کی خاکِ قدم ہو قبور کی رونق

نہ فرش کا یہ تجمل نہ عرش کا یہ جمال
فقط ہے نور و ظہورِ حضور کی رونق

تمہارے نور سے روشن ہوئے زمین و فلک
یہی جمال ہے نزدیک و دور کی رونق

زبانِ حال سے کہتے ہیں نقشِ پا اُن کے
ہمیں ہیں چہرۂ غلمان و حور کی رونق

ترے نثار ترا ایک جلوۂ رنگیں
بہارِ جنت و [illegible] کی رونق

ضیا زمین و فلک کی ہے جس تجلی سے
الٰہی ہو وہ دلِ ناصبور کی رونق

یہی فروغ تو زیبِ صفا و زینت ہے
یہی ہے حسنِ تجلی و نور کی رونق

حضور تیرہ و تاریک ہے یہ پتھر دل
تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق

سجی ہے جن سے شبستانِ عالمِ امکاں
وہی ہیں مجلسِ روزِ نشور کی رونق

کریں دلوں کو منور سراج[1] کے جلوے
فروغِ بزمِ عوارف ہو نوری[2] کی رونق

دعا خدا سے غمِ عشقِ مصطفےٰ کی ہے
حسنؔ یہ غم ہے نشاط و سرور کی رونق

[1] سراج العوارف مصنفہ حضرت پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲

[2] تخلص حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

ردیف کاف

جو ہو سر کو رسائی اُن کے در تک
تو پہنچے تاجِ عزت اپنے سر تک

وہ جب تشریف لائے گھر سے در تک
بھکاری کا بھرا ہے در سے گھر تک

دُہائی ناخدائے بے کساں کی
کہ سیلابِ الم پہنچا کمر تک

الٰہی دل کو دے وہ سوزِ اُلفت
پھُنکے سینہ جلن پہنچے جگر تک

نہ ہو جب تک تمہارا نام شامل
دُعائیں جا نہیں سکتیں اثر تک

گزر کی راہ نکلی رہگزر میں
ابھی پہنچے نہ تھے ہم اُن کے در تک

خدایوں اُن کی الفت میں گما دے
نہ پاؤں پھر کبھی اپنی خبر تک

بجائے چشم خود اُٹھ - تا نہ ہو آڑ
جمالِ یار سے تیری نظر تک

رہی نعمت کے بھوکے اہلِ دولت
تری رحمت کا پیاسا ابر تر تک

نہ ہوگا دو قدم کا فاصلہ بھی
الہ آباد سے احمد نگر تک

تمہارے حسن کے باڑے کے صدقے
نمک خوارِ ملاحت ہی قمر تک

شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے
شبستانِ دنیٰ سے انکے گھر تک

بلائے جان ہے اب ویرانیٔ دل
چلے آؤ کبھی اس اُجڑے گھر تک

نہ کھول آنکھیں نگاہِ شوقِ ناقص
بہت پردے ہیں حسنِ جلوہ گر تک

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو
حسنؔ جھونٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

ردیف لام

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال
اس طرف بھی اک نظر اے برقِ تابانِ جمال

اک نظر بے پردہ ہو جائے جو لمعانِ جمال
مردمِ دیدہ کی آنکھوں پر ہو احسانِ جمال

چل گیا جس راہ میں سروِ خرامانِ جمال
نقشِ پا سے کھل گئے لاکھوں گلستانِ جمال

ہے شبِ غم اور گرفتارانِ ہجرانِ جمال
مہر کر ذرّوں پر اے خورشیدِ تابانِ جمال

کر گیا آخر لباسِ لالہ و گل میں ظہور
خاک میں ملتا نہیں خونِ شہیدانِ جمال

ذرہ ذرہ خاک کا ہو جائیگا خورشیدِ حشر
قبر میں لیجائیں گے عاشق جو ارمانِ جمال

ہو گیا شاداب عالم آگئی فصلِ بہار
اُٹھ گیا پردہ کھلا بابِ گلستانِ جمال

جلوہ موئے محاسن چہرۂ انور کے گرد۔
آبنوسی رحل پر رکھا ہے قرآنِ جمال

اُس کے جلوے سے نہ کیوں کافور ہوں ظلماتِ کفر
پیشگاہِ نور سے آیا ہے فرمانِ جمال

کیا کہوں کتنا ہے ان کی رہگزر میں جوشِ حُسن۔
آشکارا ذرہ ذرہ سے ہے میدانِ جمال

ذرہ در سے ترے ہمسر ہوں کیا مہر و قمر
یہ ہے سلطانِ جمال اور وہ گدایانِ جمال

کیا مزے کی زندگی ہے زندگی عُشّاق کی
آنکھیں اُنکی جستجو میں دل میں ارمانِ جمال

رُو سیاہی نے شبِ دیجور کو شرما دیا
مُنہ اُجالا کر دے اے خورشیدِ تابانِ جمال

ابروئے پُر خم سے پیدا ہے ہلالِ ماہِ عید
مطلعِ عارض سے روشن ماہِ تابانِ جمال

دلکشیِ حُسنِ جاناں کا ہو کیا عالم بیاں
دل فدائے آئینہ آئینہ قربانِ جمال

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے
تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

تیرے ذرہ پر شبِ غم کی جفائیں تا بکے
نور کا تڑکا دکھا اے مہرِ تابانِ جمال

اِتنی مدّت تک ہو دید مصحفِ عارض نصیب
حفظ کر لوں ناظرہ پڑھ پڑھ کے قرآنِ جمال

یا خدا دِل کی گلی سے کون گذرا ہے کہ آج
ذرہ ذرہ سے ہے طالع مہرِ تابانِ جمال

اُن کے در پر اِسقدر بٹتا ہے باڑہ نُور کا
جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں گدایانِ جمال

نُور کی بارِش حسن پر ہو ترے دیدار سے
دل سے دھلجائے الٰہی داغِ حرمانِ جمال

بزمِ محشر منعقد کر میرِ سامانِ جمال
دِل کے آئینوں کو مدّت سے ہے ارمانِ جمال

اپنا صدقہ بانٹتا آتا ہے سلطانِ جمال
جھولیاں پھیلائے دوڑیں بے نوایانِ جمال

جس طرح سے عاشقوں کا دل ہے قربانِ جمال
ہے یونہیں قربان تیری شکل پر جانِ جمال

بے حجابانہ دکھا دو اک نظر آنِ جمال
صدقے ہونے کے لئے حاضر ہیں خواہانِ جمال

تیرے ہی قامت نے چمکایا مقدّر حُسن کا
بس اسی اِک شمع سے روشن ہے شبستانِ جمال

روح لے گی حشر تک خوشبوئے جنّت کے مزے
گر بسا دیگا کفن عطرِ گریبانِ جمال

مر گئے عُشّاق لیکن وا ہے چشمِ منتظر
حشر تک آنکھیں تجھے ڈھونڈھینگی اے جانِ جمال

پیشگی ہی نقد جاں دیتے چلے ہیں مُشتری
حشر میں کھولیگا یارب کون دُکانِ جمال

عاشقوں کا ذکر کیا معشوق عاشق ہو گئے
انجمن کی انجمن صدقہ ہے اے جانِ جمال

تیری ذریت کا ہر ذرہ نہ کیوں ہو آفتاب
سرزمینِ حسن سے نکلی ہے یہ کانِ جمال

بزمِ محشر میں حسینانِ جہاں سب جمع ہیں۔
پر نظر تیری طرف اٹھتی ہے اے جانِ جمال

آ رہی ہے ظلمتِ شب ہائے غم چھپا کیے
نورِ یزداں ہم کو لے زیرِ دامانِ جمال

وسعتِ بازارِ محشر تنگ ہے اس کے حضور
کس جگہ کھولے کسی کا حسن دکانِ جمال

خوبرویانِ جہاں کو بھی یہی کہتے سنا
تم ہو شانِ حسن جانِ حسن ایمانِ جمال

تیرہ و تاریک رہتی بزمِ خوبانِ جہان
گر ترا جلوہ نہ ہوتا شمعِ ایوانِ جمال

میں تصدق جاؤں اے شمس الضحےٰ بدر الدجےٰ
اس دلِ تاریک پر بھی کوئی لمعانِ جمال

سب سے پہلے حضرتِ یوسف کا نامِ پاک لوں
ہیں گناہوں گر ترے امیدوارانِ جمال

بے بصر پر بھی یہ ان کے حسن نے ڈالا اثر
دل میں ہے پھوٹی ہوئی آنکھوں پر ارمانِ جمال

عاشقوں نے رزمگاہوں میں گلے کٹوا دیے
واہ کس کس لطف سے کی عیدِ قربانِ جمال

یا خدا دیکھوں بہارِ خندۂ دنداں ترا
ہرے کشتِ آرزو ہو ابرِ نیسانِ جمال

ظلمتِ مرقد سے اندیشہ حسن کو کچھ نہیں
ہے وہ تاراجِ حسیناں منقبت خوانِ جمال

ردیف میم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اس بیکس و حزیں پر جو کچھ گذر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر تم پر سلام ہر دم

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

دل تفتگانِ فرقت پیاسے ہیں مدتوں سے
ہم کو بھی جامِ کوثر تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیبِ داور تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ اب ہماری فریاد کو پہنچیے۔
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

جلادِ نفسِ بد سے دیجے مجھے رہائی
اب ہے گلے پہ خنجر تم پر سلام ہر دم

در بیندہ گریوں میں بھی ہوتے سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ پر تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں — سلطانِ بندہ پرور تم پر سلام ہر دم
غم کی گھٹائیں گھِر کر آئی ہیں ہر طرف سے — اے مہرِ ذرہ پرور تم پر سلام ہر دم
بلوا کے اپنے در پر اب مجھ کو دیجے عزت — پھرتا ہوں خوار در در تم پر سلام ہر دم
محتاج سے تمہارے کرتے ہیں سب کنارا — بس اک تمہیں ہو یاور تم پر سلام ہر دم
بہرِ خدا بچاؤ ان غارہائے غم سے — اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم
کوئی نہیں ہمارا ہم کس کے در پہ جائیں — اے بیکسوں کے یاور تم پر سلام ہر دم
کیا خوف مجھ کو پیارے نارِ جحیم سے ہو — تم ہو شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اپنے گدائے در کی لیجے خبر خدارا
کیجے کرم حسن پر تم پر سلام ہر دم

اے مدینے کے تاجدار سلام — اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اک اک ادا پر اے پیارے — سو درودیں فدا ہزار سلام
ربِ سلّمو کے کہنے والے پر — جان کے ساتھ ہوں نثار سلام
میرے پیارے پہ میرے آقا پر — میری جانب سے لاکھ بار سلام
میری بگڑی بنانے والے پر — بھیج اے میرے کردگار سلام
اس پناہِ گناہ گاراں پر — یہ سلام اور کروڑ بار سلام
اس جوابِ سلام کے صدقے — تا قیامت ہوں بے شمار سلام
اُن کی محفل میں ساتھ لے جائیں — حسرتِ جانِ بے قرار سلام
پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو — اے مرے حق کے رازدار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں — پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسن تیرا
تجھ پر اے خلد کی بہار سلام

تیرے در پہ ساجد ہیں شاہانِ عالم — تو سلطانِ عالم ہے اے جانِ عالم
یہ پیاری ادائیں یہ نیچی نگاہیں — فدا جانِ عالم ہو اے جانِ عالم
کسی اور کو بھی یہ دولت ملی ہے — گدا جس کے در کے ہیں شاہانِ عالم
میں در در پھروں چھوڑ کر کیوں ترا در — اُٹھائے بلا میری احسانِ عالم

میں سرکارِ عالی کے قربان جاؤں ——— بھکاری ہیں اس در کے شاہانِ عالم
مرے دبدبہ والے میں تیرے صدقے ——— ترے در کے منگتے ہیں شاہانِ عالم
تمہاری طرف ہاتھ پھیلے ہیں سب کے ——— تمہیں پورے کرتے ہو ارمانِ عالم
مجھے زندہ کر دے مجھے زندہ کر دے ——— مرے جانِ عالم مرے جانِ عالم
مسلماں مسلماں ہیں تیرے سبب سے ——— مری جان تو ہی ہے ایمانِ عالم
مرے آن والے مرے شان والے ——— گدائی ترے در کی ہے شانِ عالم
تو بحرِ حقیقت تو دریائے عرفان ——— ترا ایک قطرہ ہے عرفانِ عالم
کوئی جلوہ میرے بھی روزِ سیہ پر ——— خدا کے قمر مہرِ تابانِ عالم
بس اب کچھ عنایت ہو اب ملا کچھ ——— انہیں تکتے رہنا فقیرانِ عالم
وہ دولھا ہیں ساری خدائی براتی ——— انہیں کے لیئے ہے یہ سامانِ عالم
نہ دیکھا کوئی پھول تجھ سا نہ دیکھا ——— بہت چھان ڈالے گلستانِ عالم
ترے کوچہ کی خاک ٹھیری ازل سے ——— مری جاں علاجِ مریضانِ عالم
کوئی جانِ عیسٰے کو جاکر خبر دے ——— مرے جاتے ہیں دردمندانِ عالم
ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے ——— اگر لب ہلادے وہ درمانِ عالم

سمیٹیگا خدا را حسن کی بھی اس سے
بلا میں ہے یہ گوشۂ دامانِ عالم۔

جاتے ہیں سوئے مدینہ گھر سے ہم ——— باز آئے ہندِ بداختر سے ہم
مار ڈالے بے قراری شوق کی ——— خوش تو جب ہوں اس دلِ مضطر سے ہم
بے ٹھکانوں کا ٹھکانا ہے یہی ——— اب کہاں جائیں تمہارے در سے ہم
تشنگی حشر سے کچھ غم نہیں ——— ہیں غلامانِ شہِ کوثر سے ہم
اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع ——— ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم
نقشِ پا سے جو ہوا ہے سرفراز ——— دل بدل ڈالیں گے اس پتھر سے ہم
گردنِ تسلیم خم کرنے کے ساتھ ——— پھینکتے ہیں بارِ عصیاں سر سے ہم
گور کی شب تار ہے پر خوف کیا ——— لَو لگائے ہیں رخِ انور سے ہم
دیکھ لینا سب مرادیں مل گئیں ——— جب لپٹ کر روئے انکے در سے ہم

کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال — آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم

جانے والے چل دیئے کب کے حسن
پھر رہے ہیں ایک بس مضطر سے ہم

منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ برائے غوث اعظم — دے مجھ کو ولائے غوث اعظم
دیدارِ خدا تجھے مبارک — اے محو لقائے غوث اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جود — ہیں کون گدائے غوث اعظم
سوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر — اے ابرِ سخائے غوث اعظم
اُمیدیں نصیب مشکل حل - — قرباں عطائے غوث اعظم
کیا تیزی مہرِ حشر سے خوف — ہیں زیر لوائے غوث اعظم
وہ اور ہیں جن کو ہے محتاج — ہم تو ہیں گدائے غوث اعظم
ہیں جانبِ نالۂ غریباں - — گوشِ شنوائے غوث اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ — کیوں رد ہو دعائے غوثِ اعظم
بیگانے بھی ہو گئے یگانے — دلکش ہے ادائے غوثِ اعظم
آنکھوں میں ہے نور کی تجلی - — پھیلی ہے ضیائے غوث اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو - — وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم
کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ — ہیں زیرِ قبائے غوث اعظم
آئینۂ روئے خوبرویاں - — نقشِ کفِ پائے غوث اعظم
اے دل نہ ڈر بلاؤں سے اب — وہ آئی صدائے غوث اعظم
اے غم جو ستائے اب تو جانوں — لے دیکھ وہ آئے غوث اعظم
تارِ نفسِ ملائکہ ہے - — ہر تارِ قبائے غوث اعظم
سب کھول دے عقدہائے مشکل — اے ناخنِ پائے غوثِ اعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسن میں
جاں بادفدائے غوثِ اعظم

اسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوثِ اعظم

گھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لئے آؤ یا غوثِ اعظم

ترے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ناخدا غوثِ اعظم

تمہیں دکھ سنو اپنے آفت زدوں کا
تمہیں درد کی دو دوا غوثِ اعظم

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم

جو دکھ بھر رہا ہوں جو غم سہہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غوثِ اعظم

زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی
ترے ہاتھ میں ہے دوا غوثِ اعظم

اگر سلطنت کی ہوس ہو فقیرو
کہو شیئاً للہ یا غوثِ اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہوؤں کو
اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم

ق
کیا غور جب گیارھویں بارھویں میں
معمّا یہ ہم پر کھلا غوثِ اعظم

تمہیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوثِ اعظم

مشائخ جہاں آئیں بہرِ گدائی۔
وہ ہے تیری دولت سرا غوثِ اعظم

مری مشکلوں کو بھی آسان کیجے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوثِ اعظم

وہاں سر جھکاتے ہیں سب اونچے اونچے
جہاں ہے ترا نقشِ پا غوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا۔
کہا ہم نے جس وقت یا غوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا
بتا جائیے راستا غوثِ اعظم

کھلا دے جو مرجھائیں کلیاں دلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غوثِ اعظم

مجھے اپنی الفت میں ایسا گما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غوثِ اعظم

بچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے
کہ تو عبدِ قادر ہے یا غوثِ اعظم

دکھا دے ذرا مہرِ رخ کی تجلی۔
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غوثِ اعظم

گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنبھالو غریبوں کو یا غوثِ اعظم

لپٹ جائیں دامن سے اسکے ہزاروں
پکڑ لے جو دامن ترا غوثِ اعظم

سروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم

دوا ہے نگاہِ عطائے سخائے
کہ شد دردِ ما لا دوا غوثِ اعظم

نہ ہر رو و ہر راہ رو بیم بگرداں
بسوئے خویش راہم نما غوثِ اعظم

اسیرِ کمندِ ہوا ہم کریما
بہ بخشائے بر حالِ ما غوثِ اعظم

فقیرِ تو چشمِ کرم از تو دارد
نگاہے بحالِ گدا غوثِ اعظم

گدا ہم مگر از گدایانِ شاہے
کہ گوئیندش اہلِ صفا غوثِ اعظم

کمر بست بر خونِ من نفسِ قاتل
اَغِثْنِی برائے خدا غوثِ اعظم

ادھر میں پیا موری ڈولت ہے نیا
کہوں کا سے اپنی بپا غوثِ اعظم

بپت میں کٹی موری سگری عمریا
کرو مو پہ اپنی دیا غوثِ اعظم

بھیو دو جو بیکنٹھ بغداد توسے
کہو موری نگری بھی آ غوثِ اعظم

کہیں کس سے جاکر حسن اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوثِ اعظم

ردیف نون

کون کہتا ہے کہ زینت خلد کی اچھی نہیں
لیکن اے دل فرقتِ کوئے نبی اچھی نہیں

رحم کی سرکار میں پرسش ہے ایسوں کی بہت
اے دل اچھا ہے اگر حالت مری اچھی نہیں

تیرہ دل کو جلوۂ ماہِ عرب درکار ہے
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

کچھ خبر ہے میں برا ہوں کیسے اچھے کا برا
مجھ برے پر زاہدو طعنہ زنی اچھی نہیں

اس گلی سے دور رہ کر کیا مریں ہم کیا جئیں
آہ ایسی موت ایسی زندگی اچھی نہیں

ان کے در کی بھیک چھوڑیں سروری کیواسطے
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

خاک ان کے آستانے کی منگادے چارہ گر
فکر کیا حالت اگر بیمار کی اچھی نہیں

سایۂ دیوارِ جاناں میں ہو بسترِ خاک پر
آرزوئے تاج و تختِ خسروی اچھی نہیں

دردِ عصیاں کی ترقی سے ہوا ہوں جاں بلب
مجھ کو اچھا کیجیئے حالت مری اچھی نہیں

ذرۂ طیبہ کی طلعت کے مقابل اے قمر
گھٹتی بڑھتی چار دن کی چاندنی اچھی نہیں

موسمِ گل کیوں دکھائے جاتے ہیں یہ سبز باغ
دشتِ طیبہ جائیں گے ہم رہزنی اچھی نہیں

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بیکس نواز
کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں۔

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کے بندگی اچھی نہیں

روسیاہ ہوں منہ اجالا کر دے اے طیبہ کے چاند
اس اندھیرے پاکھ کی یہ تیرگی اچھی نہیں

خارہائے دشتِ طیبہ چبھ گئے دل میں مرے
عارضِ گل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں

صبحِ محشر چونک اے دل جلوۂ محبوب دیکھ
نور کا تڑکا ہے پیارے کاہلی اچھی نہیں

ان کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حسن
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

اِدھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ باد دامن کا
امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہگزار ہم بھی ہیں

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنی ان کے اختیار میں ہے
سپرد انہیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
انہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں۔

کیا کریں محفلِ دلدار کو کیونکر دیکھیں
اپنے سرکار کے دربار کو کیونکر دیکھیں

تابِ نظارہ تو ہو یار کو کیونکر دیکھیں
آنکھیں ملتی نہیں دیدار کو کیونکر دیکھیں

دلِ مردہ کو ترے کوچہ میں کیونکر لیجائیں
اثرِ جلوۂ رفتار کو کیونکر دیکھیں

جن کی نظروں میں ہو صحرائے مدینہ بلبل
آنکھ اٹھا کر ترے گلزار کو کیونکر دیکھیں

عوضِ عفو۔ گنہ بکتے ہیں اک مجمع ہے
ہائے ہم اپنے خریدار کو کیونکر دیکھیں

ہم گنہگار کہاں اور کہاں رویتِ عرش
سر اٹھا کر تری دیوار کو کیونکر دیکھیں

اور سرکار بنے ہیں تو انہیں کے در سے
ہم گدا اور کی سرکار کو کیونکر دیکھیں

دستِ صیاد سے آہو کو چھڑائیں جو کریم
دامِ غم میں وہ گرفتار کو کیونکر دیکھیں

تاب دیدار کا دعوے ہے جنھیں سامنے آئیں
دیکھئے کوچۂ محبوب میں کیونکر پہنچیں

دیکھتے ہیں ترے رخسار کو کیونکر دیکھیں
دیکھئے جلوۂ دیدار کو کیونکر دیکھیں

اہلکاران سقر اور ارادہ سے حسن
ناز پروردۂ سرکار کو کیونکر دیکھیں

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولھا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزار رضواں میں
ہزاروں جنتیں آ کر بسی ہیں کوئے جاناں میں

خزاں کا کس طرح ہو دخل جنت کے گلستاں میں
بہاریں بس چکی ہیں جلوۂ رنگین جاناں میں

تم آئے روشنی پھیلی ہوا دن کھل گئیں آنکھیں
اندھیرا سا اندھیرا چھا رہا تھا بزم امکاں میں

تھکا ماندہ وہ ہے جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

تمہارا کلمہ پڑھتا اٹھے تم پر صدقے ہونے کو
جو پائے پاک سے ٹھوکر لگا دو جسم بے جاں میں

عجب انداز سے محبوب حق نے جلوہ فرمایا
سرور آنکھوں میں آیا جان دل میں نور ایماں میں

فدائے خار ہائے دشت طیبہ پھول جنت کے
یہ وہ کانٹے ہیں جنکو خود جگہ دیں گل رگ جاں میں

ہر اک کی آرزو ہے پہلے مجھ کو ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عید قرباں میں

ظہور پاک سے پہلے بھی صدقے تھے نبی تم پر
تمہارے نام ہی کی روشنی تھی بزم خوباں میں

کلیم آسا نہ کیونکر غش ہوں انکے دیکھنے والے
نظر آتے ہیں جلوے طور کے رخسار تاباں میں

ہوا بدلی گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں
تم آئے یا بہار جاں فزا آئی گلستاں میں

کسی کو زندگی اپنی نہ ہوتی اس قدر میٹھی
مگر دھوون تمہارے پاؤں کا ہے شیر جاں میں

اسے قسمت نے اس کے جیتے جی جنت میں پہنچایا
جو دم لینے کو بیٹھا سایۂ دیوار جاناں میں

کیا پروانوں کو بلبل نرالی شمع لائے تم
گرے پڑتے تھے جو آتش میں وہ پہنچے گلستاں میں

نسیم طیبہ سے بھی شمع گل ہو جائے لیکن یوں ۔
کہ گلشن پھولیں جنت لہلہا اٹھے چراغاں میں

اگر دود چراغ بزم شہ چھو جائے کاجل سے
شب قدر تجلی کا ہو سرمہ چشم خوباں میں

کرم فرمائے گر باغ مدینہ کی ہوا کچھ بھی ۔
گل جنت نکل آئیں ابھی سرو چراغاں میں

چمن کیونکر نہ مہکیں بلبلیں کیونکر نہ عاشق ہوں
تمہارا جلوۂ رنگیں بھرا پھولوں نے داماں میں

اگر دود چراغ بزم والا مس کرے کچھ بھی
شمیم مشک بس جائے گل شمع شبستاں میں

یہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ انکی رہگذر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عجب کرم شہِ والا تبار کرتے ہیں
کہ نا امیدوں کو امیدوار کرتے ہیں

جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنا کی
نگاہِ لطف کا ہم انتظار کرتے ہیں

مجھے فسردگیِ بخت کا الم کیا ہو
وہ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں

خدا سگانِ نبی سے یہ مجھ کو سنوا دے
ہم اپنے کتوں میں تجھکو شمار کرتے ہیں

ملائکہ کو بھی ہیں کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوفِ مزار کرتے ہیں

جو خوش نصیب یہاں خاکِ در پہ بیٹھے ہیں
جلوسِ مسندِ شاہی سے عار کرتے ہیں

ہمارے دل کی لگی بھی وہی بجھا دینگے
جو دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے
ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں

تمہارے در کے گداؤں کی شان عالی ہے
وہ جسکو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں

گدا گدا ہے گدا تو کیا ہی چاہیے ادب
بڑے بڑے ترے در کا وقار کرتے ہیں

تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی
رضا حضور کی وہ اختیار کرتے ہیں

سنا کے وصفِ رخِ پاک عندلیب کو ہم
رہینِ آمدِ فصلِ بہار کرتے ہیں

ہوا خلاف ہو چکرائے ناؤ کیا غم ہے
وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں

اَنَا لَہَا سے وہ بازار کس پرساں ہیں
تسلیِ دلِ بے اختیار کرتے ہیں

بنائی پشت نہ کعبہ کی اُن کے گھر کی طرف
جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

کبھی وہ تاجورانِ زمانہ کر نہ سکیں
جو کام آپکے خدمت گذار کرتے ہیں

ہوائے دامنِ جاناں کے جانفزا جھونکے
خزاں رسیدوں کو باغ بہار کرتے ہیں

سگانِ کوئے نبی کے نصیب پر قرباں
پڑے ہوئے سرِ راہ افتخار کرتے ہیں

کوئی یہ پوچھے مرے دل سے میری حسرت سے
کہ لوٹے حال ہیں کیا غمگسار کرتے ہیں

وہ اُن کے در کے فقیروں سے کیوں نہیں کہتے
جو شکوہ ستمِ روزگار کرتے ہیں

تمہارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے
یہ چوبِ خشک کو بھی بیقرار کرتے ہیں

کسی بلا سے انھیں پہنچے کس طرح آسیب
جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں

یہ نرم دل ہیں وہ پیارے کہ سختیوں پہ بھی
عدو کے حق میں دعا بار بار کرتے ہیں

کشود عقدۂ مشکل کی کیوں میں فکر کروں
یہ کام تو مرے طیبہ کے خار کرتے ہیں

زمینِ کوئے نبی کے جو لیتے ہیں بوسے
فرشتگانِ فلک ان کو پیار کرتے ہیں

تمہارے در پہ گدا بھی ہیں ہاتھ پھیلائے
تمہیں سے عرضِ دعا شہریار کرتے ہیں

کسے ہے دیدِ جمالِ خدا پسند کی تاب
وہ پورے جلوے کہاں آشکار کرتے ہیں

ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وہ پھل دینگے
درختِ خشک کو جو بار دار کرتے ہیں

پڑے ہیں خوابِ تغافل میں ہم مگر مولےٰ
طرح طرح سے ہمیں ہوشیار کرتے ہیں

سنا نہ مرتے ہوئے آج تک کسی نے انہیں
جو اپنے جان و دل ان پر نثار کرتے ہیں

انہیں کا جلوہ سرِ بزم دیکھتے ہیں پتنگ
انہیں کی یاد چمن میں ہزار کرتے ہیں

مرے کریم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیرِ الم انتشار کرتے ہیں

جو ذرے آتے پائے حضور کے نیچے
چمک کے مہر کو وہ شرمسار کرتے ہیں

جو موئے پاک کو رکھتے ہیں اپنی ٹوپی میں
شجاعتیں وہ دمِ کارزار کرتے ہیں

جدھر وہ آتے ہیں اب ہیں دل ہوں بار ہیں
مہک سے گیسوؤں کی مشکبار کرتے ہیں

حسن کی جان ہو اس وسعتِ کرم پہ نثار
کہ اک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

منقبت حضور اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سن لو میری التجا اچھے میاں
ہیں تصدق میں فدا اچھے میاں

اب کمی کیا ہے خدا دے بندہ لے
میں گدا تم بادشا اچھے میاں

دین و دنیا میں بہت اچھا رہا
جو تمہارا ہو گیا اچھے میاں

اس برے کو آپ اچھا کیجئے
آپ اچھے ہیں میں برا اچھے میاں

ایسے اچھے کا برا ہوں میں برا۔
جن کو اچھوں نے کہا اچھے میاں

میں حوالے کر چکا ہوں آپ کے
اپنا سب اچھا برا اچھے میاں

آپ جانیں مجھ کو اس کی فکر کیا
میں برا ہوں یا بھلا اچھے میاں

مجھ برے کے کیسے اچھے ہیں نصیب
میں برا ہوں آپ کا اچھے میاں

اپنے منگتا کو بلا کر بھیک دی۔
آئے میں قربانِ عطا اچھے میاں

مشکلیں آسان فرما دیجئے ۔ اے مرے مشکل کشا اچھے میاں
میری جھولی بھر دو دستِ فیض سے ۔ حاضر در ہے گدا اچھے میاں
دم قدم کی خیر منگتا ہوں ترا ۔ دم قدم کی خیر لا اچھے میاں
جاں بلب ہوں دردِ عصیاں سے حضور ۔ جاں بلب کو دو شفا اچھے میاں
دشمنوں کی ہے چڑھائی الغیاث ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نفسِ سرکش درپئے آزار ہے ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
شام ہے نزدیک صحرا ہولناک ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
نزع کی تکلیف اغوائے عدو ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
وہ سوالِ قبر وہ شکلیں مہیب ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پرسشِ اعمال اور مجھ سا اثیم ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بارِ عصیاں سر پہ رعشہ پاؤں میں ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خالی ہاتھ آیا بھرے بازار میں ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
مجرمِ ناکارہ و دیوانِ عدل ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پوچھتے ہیں کیا کہا تھا کیا کیا ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
پا شکستہ اور عبورِ پلصراط ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
خائن و خاطی سے لیتے ہیں حساب ۔ ہے مدد کا وقت یا اچھے میاں
بھول جاؤں میں نہ سیدھی راہ کو ۔ میرے اچھے رہنما اچھے میاں
تم مجھے اپنا بنا لو بہرِ غوث ۔ میں تمہارا ہو چکا اچھے میاں
کون دے مجھ کو مرادیں آپ دیں ۔ میں ہوں کس کا آپ کا اچھے میاں
یہ گھٹائیں غم کی یہ روزِ سیاہ ۔ مہر فرما مہ لقا اچھے میاں
احمدِ نوری کا صدقہ ہر جگہ ۔ منہ اجالا ہو مرا اچھے میاں
آنکھ نیچی دونوں عالم میں نہ ہو ۔ بول بالا ہو مرا اچھے میاں
میرے بھائی جن کو کہتے ہیں رضاؔ ۔ جو ہیں اس در کے گدا اچھے میاں
اُن کی منہ مانگی مرادیں ہوں حصول ۔ آپ فرمائیں عطا اچھے میاں
عمر بھر میں اُن کے سائے میں رہوں ۔ اُن پہ سایہ آپ کا اچھے میاں

مجھ کو میرے بھائیوں کو حشر تک
ہو نہ غم کا سامنا اچھے میاں

مجھ پہ میرے بھائیوں پر ہر گھڑی
ہو کرم سرکار کا اچھے میاں

مجھ سے میرے بھائیوں سے دور ہو
جو کہ مرض ہر قسم کا اچھے میاں

میری میرے بھائیوں کی حاجتیں
فضل سے کیجے روا اچھے میاں

ہم غلاموں کے جو ہیں لختِ جگر
خوش رہیں سب دائما اچھے میاں

پنجتن کا سایہ پانچوں پر رہے
اور ہو فضل خدا اچھے میاں

سب عزیزوں سب قریبوں پر رہے
سایۂ فضل و عطا اچھے میاں

غوثِ اعظم قطبِ عالم کے لئے
رد نہ ہو میری دعا اچھے میاں

ہو حسن سرکار والا کا حسن
کیجئے ایسی عطا اچھے میاں

ردیف واؤ

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

خاک پامال غریبوں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو

اس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تاج والوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے در پر
ہم کو حاصل شرفِ ناصیہ فرسائی ہو

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

خلعتِ مغفرت اس کے لئے رحمت لائے
جس نے خاکِ درِ شاہ جائے کفن پائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

ذکرِ خدام نہیں مجھ کو بتا دیں دشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

جب اٹھے دستِ اجل سے مری ہستی کا حجاب
کاش اس پردہ کے اندر تری زیبائی ہو

دیکھیں جاں بخشیٔ لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسنؔ کی آنکھیں
اُس کی نظروں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

اَے راحتِ جاں جو ترے قدموں سے لگا ہو
کیوں خاک بسر صورتِ نقشِ کفِ پا ہو

ایسا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہو نہ ہوا ہو
سایہ بھی تو اک مثل ہے پھر کیوں نہ جدا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے
اُسکا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

دل سب سے اُٹھا کر جو پڑا ہو ترے در پر
اُفتادِ دو عالم سے تعلق اُسے کیا ہو

اُس ہاتھ سے دل سوختہ جانوں کے ہرے کر
جس سے رطبِ سوختہ کی نشو و نما ہو

ہر سانس سے نکلے گلِ فردوس کی خوشبو
گر عکس فگن دل میں وہ نقشِ کفِ پا ہو

اُس در کی طرف اسلیئے میزاب کا منہ ہے
وہ قبلۂ کونین ہے یہ قبلہ نما ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبت
مٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

یہ میری سمجھ میں کبھی آہی نہیں سکتا
ایمان مجھے پھیرنے کو تُو نے دیا ہو

اُس گھر سے عیاں نُورِ الٰہی ہو ہمیشہ
تم جس میں گھڑی بھر کیلئے جلوہ نما ہو

مقبول ہیں ابرو کے اشارہ سے دُعائیں
کب تیرِ کماندارِ نبوت کا خطا ہو

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلفِ نبی سے
اُلجھے نہ کوئی کام نہ پابندِ بلا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل اُن پہ فدا جانِ حسنؔ اُن پہ فدا ہو

دیگر

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جس بات میں مشہورِ جہاں ہے لبِ عیسٰی
اَے جانِ جہاں وہ تری ٹھوکر سے ادا ہو

ٹوٹے ہوئے دم جوش پہ طوفانِ معاصی
دامن نہ ملے اُن کا تو کیا جانیئے کیا ہو

یوں جھک کے ملے ہم سے کمینوں سے وہ جس کو
اللہ نے اپنے ہی لیئے خاص کیا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر
جو ان کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے بُرا ہو کہ بھلا ہو

سنو جا سے گنہگار کا ہو رخصتِ عمل پاک
پردہ نہ کھلے گو نرے دامن سے بندھا ہو

ابرار نکوکار خدا کے ہیں خدا کے
ان کا ہے وہ ان کا ہے جو بد ہو جو بُرا ہو

اے نفس انہیں رنج دیا اپنی بدی سے
کیا قہر کیا تو نے ارے تیرا بُرا ہو

اللہ یونہی عمر گزر جائے گدا کی
سر خم ہو درِ پاک پہ اور ہاتھ اٹھا ہو

شاباش حسنؔ اور چمکتی سی غزل پڑھ
دل کھول کر آئینۂ ایماں کی جلا ہو

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینہ پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو بھیک لیے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہمسایۂ رحمت ہے ترا سایۂ دیوار
رتبہ سے تنزل کرے تو ظلِ ہما ہو

موقوف نہیں صبحِ قیامت ہی پہ یہ عرض
جب آنکھ کھلے سامنے تو جلوہ نما ہو

دے اسکو دمِ نزع اگر حور بھی ساغر
منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار ترا ہو

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
جو کوئی مدینہ کے بیاباں میں گُما ہو

دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا
آزاد ہے جو آپ کے دامن سے بندھا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ویراں ہوں جب آباد مکاں صبحِ قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ کے جلووں سے بسا ہو

ڈھونڈھا ہی کریں صدرِ قیامت کو سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

جب دینے کو بھیک آئے سرِ کوئے گدایاں
لب پر یہ دعا تھی مرے منگتا کا بھلا ہو

جھک کر انہیں ملنا ہو سرِ اک خاک نشیں سے
کس واسطے نیچا نہ وہ دامانِ قبا ہو

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ ادب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو

دے ڈالیے اپنے لبِ جاں بخش کا صدقہ
اے چارۂ دلِ دردِ حسن کی بھی دوا ہو

ردیف ہائے ہوز

عجیب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ

بنا شہ نشیں خسروِ دو جہاں کا
بیاں کیا ہو عز و وقارِ مدینہ

مری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

کبھی تو معاصی کے خرمن میں یارب
لگے آتشِ لالہ زارِ مدینہ

رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھیے باغِ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے
مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

حرم ہے اسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا
ہمیں اک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیا کو
وہی ہیں حسن افتخارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لیجائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

شبِ اسرا کے دولھا پر نچھاور ہونے والی تھی
نہیں تو کیا غرض تھی اتنی جانوں کے بنانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

نہ کیوں اُس کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

تمہارے تو وہ احساں اور یہ نافرمانیاں اپنی
ہمیں تو شرم سی آتی ہے تم کو مُنہ دکھانے سے

بہارِ خلد صدقے ہو رہی ہے روئے عاشق پر
کھلی جاتی ہیں کلیاں دل کی تیرے مُسکرانے سے

زمیں تھوڑی سی دیدے بہرِ مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے

پلٹتا ہے جو زائر اُس سے کہتا ہے نصیب اُسکا
ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

بلا لو اپنے در پر اب تو ہم خانہ بدوشوں کو
پھریں کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

نہ پہنچے اُنکے قدموں تک نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے
حسن کیا پوچھتے ہو ہم گئے گزرے زمانے سے

مبارک ہے وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو مہرِ منوّر آنے والا ہے

فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگینگے پائینگے
کہ سُلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے

کہو پروانوں سے شمعِ ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گلِ تر آنے والا ہے

کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دِل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے

بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کُل عالم کا سرور آنے والا ہے

مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

گنہگارو نہ ہو مایوس تم اپنی رہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے

جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوۂ عارض
کہ وہ ماہِ دل آرا اب زمیں پر آنے والا ہے

کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو
کہ اب فرمانروائے ہفت کشور آنے والا ہے

سلاطینِ زمانہ جس کے در پر بھیک مانگینگے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے

یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ با صد شوکت و فر آنے والا ہے

وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اخترِ قسمت
سحر ہونی ہے خورشیدِ منوّر آنے والا ہے

حسن کہدے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں اُمت اُن کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

ابھی پھٹتے ہیں جگر ہم سے گنہگاروں کے
ٹوٹے دل کا جو سہارا ہے وہ حجت اُن کی

دیکھ آنکھیں نہ دکھا مہرِ قیامت ہم کو
جنکے سایہ میں ہیں ہم دیکھی ہے صورت اُن کی

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ پہ نہیں موقوف
جس نے جو پایا ہے پایا ہے بدولت اُن کی

اُن کا کہنا نہ کریں جب بھی وہ چاہیں ہم کو
سرکشی اپنی تو یہ اور وہ چاہت اُن کی

پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی محشر میں شفاعت اُن کی

حشر میں ہم سے گنہگار پریشاں خاطر
عفوِ رحمٰن و رحیم اور شفاعت اُن کی

خاکِ در تیری جو چہروں پہ ملے پھرتے ہیں
کس طرح بھائے نہ اللہ کو صورت اُن کی

عاصیو کیوں غمِ محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت اُن کی

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو -
قَدْ رَاَی الْحَق کی ہے شرح زیارت اُن کی

باغِ جنت میں چلے جائینگے بے پوچھے ہم
وقف ہے ہم سے مساکین پہ دولت اُن کی

یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
ساری دنیا سے نرالی ہے یہ عادت اُن کی

ہم ہوں اور اُن کی گلی خلد میں واعظ ہی رہیں
اے حسن اُن کو مبارک رہے جنت اُن کی

ہم نے تقصیر کی عادت کر لی -
آپ اپنے پہ قیامت کر لی

میں چلا ہی تھا مجھے روک لیا -
میرے اللہ نے رحمت کر لی

ذکرِ شہ سن کے ہوئے بزم میں محو
ہم نے جلوت میں بھی خلوت کر لی

نارِ دوزخ سے بچایا مجھ کو
میرے پیارے بڑی رحمت کر لی

بال بیکا نہ ہوا پھر اس کا
آپ نے جس کی حمایت کر لی

رکھ دیا سر قدمِ جاناں پہ
اپنے بچنے کی یہ صورت کر لی

نعمتیں ہم کو کھلائیں اور آپ
جو کی روٹی پہ قناعت کر لی

اُس سے فردوس کی صورت پوچھو
جس نے طیبہ کی زیارت کر لی

شانِ رحمت کے تصدق جاؤں
مجھ سے عاصی کی حمایت کر لی

فاقہ مستوں کو شکم سیر کیا
آپ فاقہ پہ قناعت کر لی

اے حسنؔ کام کا کچھ کام کیا
یا یونہیں ختم پہ رخصت کر لی۔

کیا خدا داد آپ کی امداد ہے
اک نظر میں شاد ہر ناشاد ہے

مصطفٰے تو بر سرِ امداد ہے
عفو تو کہہ تیرا کیا ارشاد ہے

بن پڑی ہے نفس کافر کیش کی
کھیل بگڑا لو خبر فریاد ہے

اسقدر ہم اُن کو بھولے ہائے ہائے
ہر گھڑی جنکو ہماری یاد ہے

نفسِ امارہ کے ہاتھوں اے حضور
داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

پھر چلی بادِ مخالف لو خبر
ناؤ پھر چکرا گئی فریاد ہے

کھیل بگڑا ناؤ ٹوٹی میں چلا
اے مرے والی بچا فریاد ہے

رات اندھیری میں اکیلا یہ گھٹا
اے قمر ہو جلوہ گر فریاد ہے

عہد جو اُن سے کیا روزِ الست
کیوں دلِ غافل تجھے کچھ یاد ہے

میں رہوں میں ہوں اپنی اُمت کیلئے
کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے

وہ شفاعت کو چلے ہیں پیشِ حق
عاصیو تم کو مبارک باد ہے

کون سے دل میں نہیں یادِ حبیب
قلبِ مومن مصطفٰے آباد ہے

جس کو اُس در کی غلامی مل گئی
وہ غمِ کونین سے آزاد ہے

جن کے ہم بندے وہی ٹھہرے شفیع
پھر دلِ بیتاب کیوں ناشاد ہے

اُن کے در پر گر کے پھر اُٹھا نہ جائے
جان و دل قربان کیا اُفتاد ہے

یہ عبادت زاہدا ویے حبِ دوست
مفت کی محنت ہی سب برباد ہے

ہمصفیروں سے ملیں کیونکر حسنؔ
سخت قید اور سنگدل صیاد ہے

آپ کے در کی عجب توقیر ہے
جو یہاں کی خاک ہے اکسیر ہے

کام جو اُن سے ہوا پورا ہوا
اُن کی جو تدبیر تقدیر ہے

جس سے باتیں کیں انہیں کا ہو گیا
واہ کیا تقریرِ پُر تاثیر ہے

جو لگائے آنکھ میں محبوب ہو
خاکِ طیبہ سرمۂ تسخیر ہے

صدرِ اقدس ہے خزینہ راز کا
سینہ کی تحریر میں تحریر ہے

ذرّہ ذرّہ سے ہے طالع نورِ شاہ / آفتابِ حسن عالمگیر ہے

لطف کی بارش ہے سب شاداب ہیں / ابرِ جودِ شاہ عالمگیر ہے

مجرمو اُن کے قدم پر لوٹ جاؤ / بس رہائی کی یہی تدبیر ہے

یا نبی مشکل کشائی کیجیے / بندۂ در بیدل و دلگیر ہے

ق

وہ سراپا لطف ہیں شانِ خدا / وہ سراپا نور کی تصویر ہے

کان ہیں کانِ کرم جانِ کرم / آنکھ ہے یا چشمۂ تنویر ہے

جانے والے چل دیے ہم رہ گئے
اپنی اپنی اے حسن تقدیر ہے

نہ مایوس ہو میرے دکھ درد والے / درِ شہ پہ آ ہر مرض کی دوا لے

جو بیمارِ غم لے رہا ہو سنبھالے / وہ چاہے تو دم بھر میں اس کو سنبھالے

نہ کر اس طرح اے دلِ زار نالے / وہ ہیں سب کی فریاد کے سننے والے

کوئی دم میں اب ڈوبتا ہے سفینہ / خدا را خبر میری اے ناخدا لے

سفر کر خیالِ رخِ شہ میں اے جاں / مسافر نکل جا اُجالے اُجالے

تہیدست و سودائے بازارِ محشر / مری لاج رکھ لے مرے تاج والے

زہے شوکتِ آستانِ معلّٰی / یہاں سر جھکاتے ہیں سب تاج والے

سوا تیرے اے ناخدائے غریباں / وہ ہے کون جو ڈوبتوں کو نکالے

یہی عرض کرتے ہیں شیرانِ عالم / کہ تو اپنے کتوں کو کتا بنالے

جسے اپنی مشکل ہو آسان کرنی / فقیرانِ طیبہ سے آ کر دعا لے

خدا کا کرم دستگیری کو آئے / ترا نام لے لیں اگر گرنے والے

درِ شہ پہ آ اے دل مرادیں ملیں گی / یہاں بیٹھ کر ہاتھ سب سے اٹھا لے

گھرا ہوں میں عصیاں کی تاریکیوں میں / خبر میری اے میرے بدر الدجیٰ لے

فقیروں کو ملتا ہے بے مانگے سب کچھ / یہاں جانتے ہی نہیں ٹالے بالے

لگائے ہیں پیوند کپڑوں میں اپنے / اڑھائے فقیروں کو تم نے دوشالے

مٹا کفر کو دین چمکا دے اپنا / بنیں مسجدیں ٹوٹ جائیں شوالے

جو پیشِ صنم سر جھکاتے تھے اپنا / بنے تیری رحمت سے اللہ والے

نگاہے ز چشمِ کرم بر حسن کُن –
بکوئے رسیارست آشفتہ حالے

نہیں وہ صدمہ یہ دل کو کس کا خیالِ رحمت تھپک رہا ہے
کہ آج رُک رُک کے خونِ دِل کچھ مری مژہ سے ٹپک رہا ہے

لیا نہ ہو جس نے اُس کا صدقہ ملا نہ ہو جس کو اُن کا باڑا
نہ کوئی ایسا بشر ہے باقی نہ کوئی ایسا ملک رہا ہے

کیا ہے حق نے کریم تم کو اِدھر بھی للہ نگاہ کر لو
کہ دیر سے بے نوا تمہارا تمہارے ہاتھوں کو تک رہا ہے

ہے کِس کے گیسوئے مشکبو کی شمیم عنبر فشانیوں پر
کہ جائے نغمہ صفیرِ بلبل سے مشک اذفر ٹپک رہا ہے

یہ کِس کے روئے نکو کے جلوے زمانے کو کر رہے ہیں روشن
یہ کِس کے گیسوئے مشکبو سے مشامِ عالم مہک رہا ہے

حسن عجب کیا جو اُن کے رنگِ ملیح کی تہ ہے پیرہن پر
کہ رنگ پُر نور مہرِ گردوں کئی فلک سے چمک رہا ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد اُن کا سوالی ہے
تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
بشر ہو یا ملک جو ہے ترے در کا سوالی ہے
وہ جگ داتا ہو تم سنسار باڑے کا سوالی ہے
منور دل نہیں فیضِ قدومِ شہ سے روضہ ہے
تمہارا قامتِ یکتا ہے اِکّا بزمِ وحدت کا
فروغِ اختر بدر آفتابِ جلوۂ عارض
وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
نگہ نے تیر رحمت کے دلِ ہمت سے کھینچے ہیں

لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیلِ بے مثالی ہے
تری سرکارِ والا ہے ترا دربارِ عالی ہے
دیا کرنا کہ اس منگتا نے بھی گدڑی بچھالی ہے
مشبّکِ سینۂ عاشق نہیں روضہ کی جالی ہے
تمہاری ذات بے ہمتا مثالِ بے مثالی ہے
ضیائے طالعِ بدر اُن کا ابروئے ہلالی ہے
کہ تو اللہ والا ہے ترا اللہ والی ہے
اشارے نے ترے ابرو کے آئی سخت ٹالی ہے
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیرو بے نواؤ اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے

تجھی کو خلعتِ یکتائی عالم ملا حق سے
ترے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیضِ عام سے تم نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونکر نہ پھر شکلِ ہلال اسلام کی رونق
ہلالِ آسمانِ دیں تری تیغِ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اُتر سکتی نہیں تصویر بھی حُسنِ سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے

نہیں محشر میں جسکو دسترس آقا کے دامن تک
بھرے بازار میں اُس بے نوا کا ہاتھ خالی ہے

نہ کیوں ہو اتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقہ میں وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولے
میں اُن کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکارا اے جانِ عیسیٰ سُن لو اپنے خستہ حالوں کی
مرض نے دردمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے

مُرادوں سے تمہیں بھر دوگے دل نامرادوں کے
غریبوں بیکسوں کا اور پیارے کون والی ہے

ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
بگڑ کر میری حالت نے مری بگڑی بنالی ہے

تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ مجھ سا کوئی بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

حسن کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی

چمک کر یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی
ہمیں کیا خدا کو ہے اُلفت کسی کی

ابھی پار ہوں ڈوبنے والے بیڑے
سہارا لگا دے جو رحمت کسی کی

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی
خدا کو ہے جتنی محبت کسی کی

دمِ حشر عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی ہے رحمت کسی کی

رہے دل کسی کی محبت میں ہر دم
رہے دل میں ہر دم محبت کسی کی

ترا قبضہ کونین و ما فیہا پر / ہوئی ہے نہ ہو یوں حکومت کسی کی

خدا کا دیا ہے ترے پاس سب کچھ / ترے ہوتے کیا ہم کو حاجت کسی کی

زمانہ کی دولت نہیں پاس پھر بھی / زمانہ میں بٹتی ہے دولت کسی کی

نہ پہنچیں کبھی عقلِ کُل کے فرشتے / خدا جانتا ہے حقیقت کسی کی

ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا / شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

قمر اک اشارے میں دو ٹکڑے دیکھا / زمانہ پہ روشن ہے طاقت کسی کی

ہمیں ہیں کسی کی شفاعت کی خاطر / ہماری ہی خاطر شفاعت کسی کی

مصیبت زدو شاد ہو تم کہ اُن سے / نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار اُن کے / نہ جائے گی جنت میں اُمت کسی کی

ہم ایسے گنہگار ہیں زہد والو / ہماری مدد پر ہے رحمت کسی کی

بیشہ کا جنگل ہو اور ہم ہوں ترا پر / نہیں چاہیے ہم کو جنت کسی کی

ہزاروں ہوں خورشید محشر تو غم کیا / یہاں سایہ گستر ہے رحمت کسی کی

بھرے جائیں گے خلد میں اہلِ عصیاں / نہ جائے گی خالی شفاعت کسی کی

وُہی سب کے مالک اُنہیں کا ہے سب کچھ / نہ عاصی کسی کے نہ جنت کسی کی

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ پر تصدق / سب اونچوں سے اونچی ہے رفعت کسی کی

اُترنے لگے مَا رَمَيْتَ يَدُ اللہ / چڑھی ایسی زوروں پہ طاقت کسی کی

گدا خوش ہوں خَيْرٌ لَّكَ کی صدا ہے / کہ دن دونی ہو بڑھتی دولت کسی کی

فَتَرْضٰى نے ڈالی ہیں باہیں گلے میں / کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

خدا سے دُعا ہے کہ ہنگامِ رُخصت
زبانِ حسن پر ہو مدحت کسی کی

جاں سے تنگ ہیں قیدی غمِ تنہائی کے / صدقے جاؤں میں تری انجمن آرائی کے

بزم آرا ہوں اُجالے تری زیبائی کے / کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

ہو غبارِ درِ محبوب کہ گردِ رہِ دوست / جزوِ اعظم ہیں یہی سرمۂ بینائی کے

خاک ہو جائے اگر تیری تمناؤں میں / کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے چمکتے خورشید / لامکاں تک ہیں اُجالے تری زیبائی کے

دلِ مشتاق میں ارمان لقا آنکھیں بند
قابلِ دید ہیں انداز تمنائی کے

لبِ جاں بخش کی کیا بات ہے سبحان اللہ
تم نے زندہ کئے اعجاز مسیحائی کے

اپنے دامن میں چھپائیں وہ مرے عیبوں کو
اے زہے بخت مری ذلت و رسوائی کے

دیکھنے والے خدا کے ہیں خدا شاہد ہے
دیکھنے والے ترے جلوۂ زیبائی کے

جب غبارِ رہِ محبوب نے عزت بخشی
آئنے صاف ہوئے عینکِ بینائی کے

بار سر پر ہے نقاہت سے گرا جاتا ہوں
صدقے جاؤں ترے بازو کی توانائی کے

عالم الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا　ق
صدقے اس شان کی بینائی و دانائی کے

دیکھنے والے ہو تم رات کی تاریکی میں
کان میں سمع کے اور آنکھ میں بینائی کے

غیبی نقطے ہیں وہ بے علم جنم کے اندھے
جن کو انکار ہیں اس علم و شناسائی کے

اے حسن کعبہ ہی افضل سہی اس در سے مگر
ہم تو خوگر ہیں یہاں ناصیہ فرسائی کے

دیگر

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے

دھوم ہے فرش سے تا عرش تری شوکت کی
خطبے ہوتے ہیں جہانبانی و دارائی کے

حسن رنگینی و طلعت سے تمہارے جلوے
گل و آئینہ بنے محفلِ زیبائی کے

ذرۂ دشتِ مدینے کی ضیا مہر کرے
اچھی ساعت سے پھریں دن شبِ تنہائی کے

پیار سے لے لئے آغوش میں سر رحمت نے
پائے انعام ترے در کی جبیں سائی کے

لاشِ احباب اسی در پہ پڑی رہنے دیں
کچھ تو ارمان نکل جائیں جبیں سائی کے

جلوہ گر ہو جو کبھی چشمِ تمنائی میں
پردے آنکھوں کے ہوں پردے تری زیبائی کے

خاک پامال ہماری بھی پڑی ہے سرِ راہ
صدقے اے روحِ رواں تیری مسیحائی کے

کیوں نہ وہ ٹوٹے دلوں کے کھنڈر آباد کریں
کہ دکھانے ہیں کمال انجمن آرائی کے

زینتوں سے ہے حسینانِ جہاں کی زینت
زینتیں پاتی ہیں صدقے تری زیبائی کے

نامِ آقا ہوا جو لب سے غلاموں کے بلند
بالا بالا گئے غم آفتِ بالائی کے

عرش پر کعبہ و فردوس و دلِ مومن ہیں
شمع افروز ہیں آئنے تری یکتائی کے

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہانہ مزاج
اُس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے

اپنے ذرّوں کے سیہ خانوں کو روشن کردو
مہر ہو تم فلکِ انجمن آرائی کے

پورے سرکار سے چھوٹے بڑے ارماں ہوں سب
اے حسن میرے مرے چھوٹے بڑے بھائی کے

دمِ اضطراب مجھ کو جو خیالِ یار آئے
مرے دل میں چین آئے تو اُسے قرار آئے

تری وحشتوں سے اے دل مجھے کیوں نہ عار آئے
تو اُنہیں سے دُور بھاگے جنہیں تجھ پہ پیار آئے

مرے دل کو دردِ اُلفت وہ سکون دے الٰہی
مری بے قراریوں کو نہ کبھی قرار آئے

مجھے نزع چین بخشے مجھے موت زندگی دے
وہ اگر مرے سرہانے دمِ احتضار آئے

سبب وفورِ رحمت مری بے زبانیاں ہیں
نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

کھلیں پھول اس پھبن کے کھلیں بخت ہر چمن کے
مرے گُل پہ صدقے ہو کر جو کبھی بہار آئے

نہ حبیب سے محبت کا کہیں ایسا پیار دیکھا
وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

مجھے کیا الم ہو غم کا مجھے کیا ہو غم الم کا
کہ علاج غم الم کا مرے غمگسار آئے

جو امیر و بادشا ہیں اِسی در کے سب گدا ہیں
تمہیں شہریار آئے تمہیں تاجدار آئے

جو چمن بنائے بن کو جو جناں کرے چمن کو
مرے باغ میں الٰہی کبھی وہ بہار آئے

یہ کریم ہیں وہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پر
جسے لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

ترے صدقے جائے شاہا یہ ترا ذلیل منگتا
ترے در پہ بھیک لینے سبھی شہریار آئے

چمک اُٹھے خاکِ تیرہ بنے مہر ذرّہ ذرّہ
مرے چاند کی سواری جو سرِ مزار آئے

نہ رُکے اے ذلیل و رسوا درِ شہریار پر آ
کہ یہ وہ نہیں ہیں حاشا جنہیں تجھ سے عار آئے

تری رحمتوں سے کم ہیں مرے جرم اس سے زائد
نہ مجھے حساب آئے نہ مجھے شمار آئے

گُلِ خُلد لے کے زاہد تمہیں خارِ طیبہ دیدوں
مرے پھول مجھ کو دیتے بڑے ہوشیار آئے

بنے ذرّہ ذرّہ گلشن تو ہو خار خار گلچیں
جو ہمارے اُجڑے بن میں کبھی وہ نگار آئے

ترے صدقے تیرا صدقہ ہے وہ شاندار صدقہ
وہ وقار لے کے جائے جو ذلیل و خوار آئے

ترے در کے ہیں بھکاری ملے خیر دم قدم کی
ترا نام سن کے داتا ہم امیدوار آئے

حسن اُن کا نام لے کر تو پکار دیکھ غم میں۔
کہ یہ وہ نہیں جو غافل پسِ انتظار آئے۔

تم ہو حسرت نکالنے والے ۔ نامرادوں کے پالنے والے
میرے دشمن کو غم ہو بگڑی کا ۔ آپ ہیں جب سنبھالنے والے
تم سے منہ مانگی آس ملتی ہے ۔ اور ہوتے ہیں ٹالنے والے
لبِ جاں بخش سے جلا دِل کو ۔ جان مُردے میں ڈالنے والے
دستِ اقدس بجھائے پیاس مری ۔ میرے چشمے اُبالنے والے
ہیں ترے آستاں کے خاک نشیں ۔ تخت پر خاک ڈالنے والے
روزِ محشر بنا دے بات مری ۔ ڈھلی بگڑی سنبھالنے والے
بھیک دے بھیک اپنے منگتا کو ۔ اے غریبوں کے پالنے والے
ختم کر دی ہے اُن پہ موزونی ۔ واہ سانچے میں ڈھالنے والے
اُن کا بچپن بھی ہے جہاں پرور ۔ کہ وہ جب بھی تھے پالنے والے
پار کر ناؤ ہم غریبوں کی ۔ ڈوبتوں کے نکالنے والے
خاکِ طیبہ میں بے نشاں ہو جا ۔ ارے او نام اچھالنے والے
کام کے ہوں کہ ہم نکمے ہوں ۔ وہ سبھی کے ہیں پالنے والے
زنگ سے پاک صاف کر دِل کو ۔ اندھے شیشے اُجالنے والے

خارِ غم کا حسنؔ کو کھٹکا ہے ۔ دِل سے کانٹا نکالنے والے

اللہ اللہ شہِ کونین جلالت تیری ۔ فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری
جھولیاں کھولے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے ۔ ہمیں معلوم ہے دولت تری عادت تیری
تو ہی ہے مُلکِ خُدا مِلکِ خدا کا مالک ۔ راج تیرا ہے زمانہ میں حکومت تیری
تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو تری ۔ سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری
اس نے حق دیکھ لیا جس نے اِدھر دیکھ لیا ۔ کہہ رہی ہے یہ چمکتی ہوئی طلعت تیری
بزمِ محشر کا نہ کیوں جائے بلاوا سب کو ۔ کہ زمانہ کو دکھانی ہے وجاہت تیری
عالمِ رُوح پہ ہے عالمِ اجسام کو ناز ۔ چوکھٹے میں ہے عناصر کے جو صُورت تیری
جن کے سر میں ہے ہوا دشتِ نبی کی رضواں ۔ اُن کے قدموں سے لگی پھرتی ہے جنت تیری
تو وہ محبوب ہے اے راحتِ جاں دل کیسے ۔ ہیزمِ خشک کو تڑپا گئی فرقت تیری

مہ و خورشید سے دن رات ضیا پاتے ہیں
مہ و خورشید کو چمکاتی ہے طلعت تیری

گٹھڑیاں بندھ گئیں پہ ہاتھ تراپنے نہیں
بھر گئے دل نہ بھری دینے سے نیت تیری

موت آجائے مگر آئے نہ دل کو آرام ـ
دم نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

مجمع حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے
ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری

نہ ابھی عرصۂ محشر نہ حسابِ امت
آج ہی سے ہے کمربستہ حمایت تیری

تو کچھ ایسا ہے کہ محشر کی مصیبت والے
درد دکھ بھول گئے دیکھ کے صورت تیری

ٹوپیاں تھام کے گر عرش بریں پر دیکھیں
اونچے اونچوں کو نظر آئے نہ رفعت تیری

حسن ہے جس کا نمک خوار وہ عالم تیرا
جس کو اللہ کرے پیار وہ صورت تیری

دونوں عالم کے سب ارمان نکالے تو نے
نکلی اس شانِ کرم پر بھی نہ حسرت تیری

چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں
غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری

ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن ـ
تو ہی انکا تو حسن تیری ہے جنت تیری

باغِ جنت میں نرالی چمن آرائی ہے
کیا مدینہ پہ فدا ہو کے بہار آئی ہے

ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے

سنگریزوں نے حیاتِ ابدی پائی ہے
ناخنوں میں ترے اعجازِ مسیحائی ہے

سر بالیں انھیں رحمت کی ادا لائی ہے
حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

جان گفتار تو رفتار ہوئی روح رواں
دم قدم سے ترے اعجاز مسیحائی ہے

جس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں حسن و جمال
اے حسیں تیری ادا اسکو پسند آئی ہے

تیرے جلووں میں یہ عالم ہے کہ چشمِ عالم
تابِ دیدار نہیں پھر بھی تماشائی ہے

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلھن بن کے قضا آئی ہے

سر سے پا تک تری صورت پہ تصدق ہے جمال
اسکو موزونیٔ اعضا یہ پسند آئی ہے

تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضائے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دیا فضلِ مسیحائی ہے

دردِ دل کس کو سناؤں میں تمہارے ہوتے
بیکسوں کی اسی سرکار میں سنوائی ہے

آپ آئے تو منور ہوئیں اندھی آنکھیں
آپ کی خاکِ قدم سرمۂ بینائی ہے

نا توانی کا الم ہم ضعفاء کو کیا ہو
ہاتھ پکڑے ہوئے مولا کی توانائی ہے

جان دی تو نے مسیحا و مسیحائی کو
تو ہی تو جان مسیحا و مسیحائی ہے

چشم بے خواب کے صدقے میں ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

باغ فردوس کھلا فرش بچھا عرش سجا
اک ترے دم کی یہ سب انجمن آرائی ہے

کھیت سرسبز ہوئے پھول کھلے میل دھلے
اور پھر فضل کی گھنگور گھٹا چھائی ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دوڑ پڑے ہیں منگتا
میرے داتا کی سواری سرِ حشر آئی ہے

نا امیدو تمہیں مژدہ کہ خدا کی رحمت
انہیں محشر میں تمہارے ہی لئے لائی ہے

فرش سے عرش تک اِک دھوم ہے اللہ اللہ
اور ابھی سینکڑوں پردوں میں وہ زیبائی ہے

اے حسن حسنِ جہاں تاب کے صدقے جاؤں
ذرّے ذرّے سے عیاں جلوۂ زیبائی ہے

حاضریٔ حرمین طیبین

حضورِ کعبہ حاضر ہیں حرم کی خاک پر سر ہے
بڑی سرکار میں پہنچے مقدر یاوری پر ہے

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ منہ قابل دکھانے کے
مگر اُن کا کرم ذرہ نواز و بندہ پرور ہے

خبر کیا ہے بھکاری کیسی کیسی نعمتیں پائیں
یہ اونچا گھر ہے اِسکی بھیک اندازہ سے باہر ہے

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

خدا کی شان یہ لب اور بوسہ سنگِ اسود کا
ہمارا منہ اور اس قابل عطائے ربِّ اکبر ہے

جو ہیبت سے رُکے مجرم تو رحمت نے کہا جھک کر
چلے آؤ چلے آؤ یہ گھر رحمٰن کا گھر ہے

مقامِ حضرتِ خلت پدر سا مہرباں پایا
کلیجہ سے لگانے کو حطیم آغوشِ مادر ہے

لگاتا ہے غلافِ پاک کوئی چشمِ پُرنم سے
لپٹ کر ملتزم سے کوئی محوِ وصلِ دلبر ہے

وطن اور اس کا ترک کا صدمے اس شامِ غریبی پہ
کہ نورِ رکنِ شامی روکشِ صبحِ منور ہے

ہوئے ایمان تازہ بوسۂ رکنِ یمانی سے
فدا ہو جاؤں یمن و ایمنی کا پاک منظر ہے

یہ زمزم اسلئے ہے جس لئے اسکو پئے کوئی
اسی زمزم میں جنت ہے اسی زمزم میں کوثر ہے

شفا کیونکر نہ پائیں نیم جاں زہرِ معاصی کے
کہ نظارہ عراقی رکن کا تریاقِ اکبر ہے

صفائے قلب کے جلوے عیاں ہیں سعیِ مسعیٰ سے
یہاں کی بیقراری بھی سکونِ جانِ مضطر ہے

ہوا ہے پیر کا حج پیر نے جن سے شرف پایا
انہیں کے فضل سے دن جمعہ کا ہر دن اسی بہتر ہے

نہیں کچھ جمعہ پر موقوف افضال و کرم ان کے
جو وہ مقبول فرما لیں تو ہر حج حجِ اکبر ہے

حسن حج کر لیا کعبہ سے آنکھوں نے ضیا پائی
چلو دیکھیں وہ بستی جس کا رستہ دل کے اندر ہے

سحر چمکی جمالِ فصلِ گل آرائشوں پر ہے
نسیمِ روح پرور سے مشامِ جاں معطر ہے

قریبِ طیبہ بخشے ہیں تصور نے مزے کیا کیا۔
مرا دل ہے مدینہ میں مدینہ دل کے اندر ہے

ملائک سر جہاں اپنا جھجکتے ڈرتے رکھتے ہیں
قدم انکے گنہگاروں کا ایسی سرزمیں پر ہے

ارے او سونے والے دل ارے او سونے والے دل
سحر ہے جاگ غافل دیکھ تو عالم منور ہے

سہانے طرز کی طلعت نرالے رنگ کی نکہت
نسیمِ صبح سے مہکا ہوا پُر نور منظر ہے

تعالے اللہ یہ شادابی یہ رنگینی تعالی اللہ
بہارِ ہشت جنت دشتِ طیبہ کی نچھاور ہے

ہوائیں آ رہی ہیں کوچہ پُر نورِ جاناں کی۔
کھلی جاتی ہیں کلیاں تازگی دل کو میسر ہے

منور چشمِ زائر ہے جمالِ عرشِ اعظم سے
نظر میں سبز قبہ کی تجلی جلوہ گستر ہے

یہ رفعت درگہِ عرش آستاں کے قرب ہی پائی
کہ ہر ہر سانس ہر ہر گام پر معراجِ دیگر ہے

محرم کی نویں تاریخ بارہ منزلیں کر کے
وہاں پہنچے وہ گھر دیکھا جو گھر اللہ کا گھر ہے

نہ پوچھو ہم کہاں پہنچے اور ان آنکھوں نے کیا دیکھا
جہاں پہنچے وہاں پہنچے جو دیکھا دل کے اندر ہے

ہزاروں بینواؤں کے ہیں جمگھٹ آستانہ پر
طلب دل میں صدائے یا رسول اللہ لب پر ہے

لکھا ہے خامۂ رحمت نے در پر خطِ قدرت سے
جسے یہ آستانہ مل گیا سب کچھ میسر ہے

خدا ہے اسکا مالک یہ خدائی بھر کا مالک ہے
خدا ہے اسکا مولی یہ خدائی بھر کا سرور ہے

زمانہ اس کے قابو میں زمانے والے قابو میں
یہ ہر دفتر کا حاکم ہے یہ ہر حاکم کا افسر ہے

عطا کے ساتھ ہی مختار رحمت کے خزانوں کا۔
خدائی پر ہی قابو بس خدائی اس سے باہر ہے

کرم کے جوش ہیں بذلِ نعم کے دور دورے ہیں
عطائے بانوا ہر بینوا سے شیر و شکر ہے

کوئی لپٹا ہے فرطِ شوق میں روضہ کی جالی سے
کوئی گردن جھکائے رعب سے با دیدۂ تر ہے

کوئی مشغولِ عرضِ حال ہے یوں شادماں ہو کر
کہ یہ سب سے بڑی سرکار ہے تقدیر یاور ہے

کمینہ بندۂ در عرض کرتا ہے حضوری میں
جو موروثی یہاں کا مدح گستر ہی ثناگر ہے

تری رحمت کے صدقے یہ تری رحمت کا صدقہ تھا
کہ ان ناپاک آنکھوں کو یہ نظارہ میسر ہے

ذلیلوں کی تو کیا گنتی سلاطینِ زمانہ کو۔ — تری سرکار عالی ہے ترا دربار برتر ہے
تری دولت تری ثروت تری شوکت جلالت کا — نہ ہے کوئی زمیں پر اور نہ کوئی آسماں پر ہے
مطاف و کعبہ کا عالم دکھایا تو نے طیبہ میں — ترا گھر بیچ میں چاروں طرف اللہ کا گھر ہے
تجلی پر تری صدقے ہے مہر و ماہ کی تابش — پسینے پر ترے قربان روحِ مشک و عنبر ہے
غم و افسوس کا دافع اشارہ پیاری آنکھوں کا — دلِ مایوس کی حامی نگاہِ بندہ پرور ہے
جو سب اچھوں میں ہے اچھا جو ہر بہتر سے بہتر ہے — ترے صدقے سے اچھا ہے ترے صدقے میں بہتر ہے
رکھوں میں حاضری کی شرم ان اعمال پر کیونکر — مرے امکان سے باہر مری قدرت سے باہر ہے
اگر شانِ کرم کو لاج ہو میرے بلانے کی۔ — تو میری حاضری دونوں جہاں میں میری یاور ہے
مجھے کیا ہو گیا ہے کیوں میں ایسی باتیں کرتا ہوں۔ — یہاں بھی یاس و محرومی یہ کیونکر ہو۔ یہ کیونکر ہے
بلا کر اپنے کتے کو نہ دیں چمکار کر ٹکڑا۔ — پھر اس شانِ کرم پر فہم سے یہ بات باہر ہے
تذبذب مغفرت میں کیوں رہے اس در کے زائر کو — کہ یہ درگاہِ والا رحمتِ خالص کا منظر ہے

مبارک ہو حسنؔ سب آرزوئیں ہوگئیں پوری
اب ان کے صدقے میں عیشِ ابد تجھ کو میسر ہے

ذکرِ شہادت

بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزارِ جنت کی — سواری آنے والی ہے شہیدانِ محبت کی
کھلے ہیں گل بہاروں پر ہے پھلواری جراحت کی — فضا ہر زخم کے دامن سے وابستہ ہے جنت کی
گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی — کوئی تقدیر تو دیکھے اسیرانِ مصیبت کی
شہیدِ ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیونکر ہو — ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغِ جنت کی
کرم والوں نے در کھولا تو رحمت نے سماں باندھا — کمر باندھی تو قسمت کھول دی فصلِ شہادت کی
علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے — زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی
زمینِ کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا — جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و طلعت کی
یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو — یہ وہ شمعیں نہیں رو کر جو کاٹیں رات آفت کی
یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے — یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گذاریں شب مصیبت کی
یہ وہ شمعیں نہیں جن سے فقط اک گھر منور ہو — یہ وہ شمعیں ہیں جن سے روح ہو کافور ظلمت کی

دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر۔
جُدا ہوتی ہیں جانیں جسم سے جاناں سے ملتے ہیں
اِسی منظر پہ ہر جانب سے لاکھوں کی نگاہیں ہیں
ہوا چھڑکاؤ پانی کی جگہ اشکِ یتیماں سے
ہوائے یار نے پنکھے بنائے پرِ فرشتوں کے
اُدھر افلاک سے لائے فرشتے ہار رحمت کے
سجے ہیں زخم کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
ہوائیں گلشنِ فردوس سے بس بس کر آتی ہیں
دلِ پُر سوز کے سُلگے اگر سوزِ الیسی حرکت سے
اُدھر چلمن اُٹھی حسنِ ازل کے پاک جلوؤں سے
زمینِ کربلا پر آج ایک حشر برپا ہے
گھٹائیں مصطفےٰ کے چاند پر گھر گھر کر آئی ہیں۔
یکس کے خون کے پیاسے ہیں اُسکے خون کے پیاسے
اکیلے پر ہزاروں کے ہزاروں وار چلتے ہیں
گر شیرِ خدا کا شیر جب بپھرا غضب آیا۔
کہا یہ بوسہ دیکر ہاتھ پر جوشِ دلیری نے
تصدق ہو گئی جانِ شجاعت سچے تیور کے
نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی اُن کو کٹوانا۔
شہیدِ ناز رکھدیتا ہے گردن آب خنجر پر
یہ وقت زخم نکلا خون اُچھل کر جسمِ اطہر سے
سر ہے تن حق آسانی کو شہر طیبہ میں پہنچا

کہ بزمِ گلرخاں ہیں بے بلائیں کس کی صورت کی
ہوئی ہے کربلا میں گرم مجلس جہل و زرقت کی
اِسی حاکم کو آنکھیں تک رہی ہیں ساری خلقت کی
بچھائے فرش آنکھوں سے بچھ گئیں اہلِ بصیرت کی
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی
اِدھر ساغر لئے حوریں چلی آتی ہیں جنت کی۔
بہارِ خوشنمائی پر ہے صدقے روح جنت کی
نرالی عطر میں ڈوبی ہوئی ہے روح نکہت کی
کہ پہنچی عرش و طیبہ تک لپیٹ سوزِ محبت کی
اِدھر چمکی تجلی بدرِ تابانِ رسالت کی۔
کہ کھنچ کھنچ کر مٹی جاتی ہیں تصویریں قیامت کی
سیہ کارانِ امت تیرہ بختانِ شفاعت کی۔
بجھے گی پیاس جس سے تشنہ کامانِ قیامت کی
مٹادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی
پرے ٹوٹے نظر آنے لگی صورت ہزیمت کی
بہادر آج سے کھائینگے قسمیں اس شجاعت کی
خدا شیرانہ حملوں کی ادا پر روح جرأت کی
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی ہے رویت کے شربت کی
جو موجیں بار ھر پر آجاتی ہیں دریائے الفت کی
کہ روشن ہو گئی مشعل شبستانِ محبت کی۔
تنِ بے سر کو سر دا ہی ملی منکاب شہادت کی

حسن سُنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کیساتھ رہتی ہے روش اربابِ سُنت کی

کشفِ رازِ نجدیّت

نجدیا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری

خاک مُنہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

تیرے نزدیک ہُوا کذبِ الٰہی ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری

بلکہ کذاب کیا تو نے تو اقرار وقوع
اُف رے ناپاک یہانتک ہی خباثت تیری

علم شیطاں کا ہُوا علم نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

بزم میلاد ہو کانا کے جنم سے بدتر
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری

علم غیبی میں مجانین وبہائم کا شمول
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری

یادِ خر سے ہو نمازوں میں خیال اُنکا بُرا
اُف جہنّم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری

اُن کی تعظیم کریگا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائیگی ترے مُنہ پہ عبادت تیری

ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
جیفہ خواری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری

ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی
اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری

کھُلے لفظوں میں کہے قاضی شوکاں مدد ے
یا علی سُن کے بگڑ جائے طبیعت تیری

تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علّت تیری

ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں
شرک کا چرک اُگلنے لگی ملّت تیری

عبدِ وہاب کا بیٹا ہُوا شیخِ نجدی
اُس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری

اُسی مِثلک کی ہے تصنیف کتاب التوحید
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مُہرِ صداقت تیری

ترجمہ اُس کا ہُوا تفویۃ الایماں نام
جس سے بے نُور ہوئی چشمِ بصیرت تیری

واقفِ غیب کا ارشاد سُناؤں جس نے
کھولدی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری

زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری

ہو اُسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر منڈے ہونگے تو پاجامے گھٹنے ہونگے
سر سے پا تک ہے یہی پوری شباہت تیری

ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری

اُن کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری

لیکن اُتریگا نہ قرآں گلوں سے نیچے ۔ ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری
نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری
اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کرلے آپ کُھل جائیگی پھر تجھ پہ خباثت تیری
چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری
مرے پیارے مرے اپنے مرے سنّی بھائی آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری
تجھ سے جو کہتا ہوں تو دل سے سُن انصاف بھی کر کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری
گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب غُصّہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری
گالیاں دیں انہیں شیطانِ لعین کے پیرو جن کے صدقہ میں ہے ہر دولت و نعمت تیری
جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری
جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا اپنے آرام سے پیاری جنہیں راحت تیری
جاگ کر راتیں عبادت میں جنہوں نے کاٹیں ۔ کس لیے اس لیے کٹ جائے مصیبت تیری
حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی ۔ اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری
اُن کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری
تُو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ اُن سے جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری
اُن کے دشمن کو اگر تُو نے نہ سمجھا دشمن ۔ وہ قیامت میں کرینگے نہ رفاقت تیری
اُن کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں دعوے بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
بلکہ ایماں کی پوچھے تو ہے ایمان یہی ۔ اُن سے عشق اُنکے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلِ سنّت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

مسدّسات

تمہیدِ ذکرِ معراج شریف

ساقی کچھ اپنے بادہ کشوں کی خبر بھی ہے ہم بیکسوں کے حال پہ تجھ کو نظر بھی ہے
جوشِ عطش بھی شدّتِ سوزِ جگر بھی ہے کچھ تلخ کامیاں بھی ہیں کچھ دردِ سر بھی ہے

ایسا عطا ہو جام شرابِ طہور کا
جس کے خمار میں بھی مزہ ہو سرور کا

اب دیر کیا ہے بادۂ عرفاں تو جام دے
تازہ ہو روح پیاس بجھے لطفِ تام دے
ٹھنڈک پڑے کلیجہ میں جس سے وہ جام دے
یہ تشنہ کام تجھ کو دعائیں مدام دے
اٹھیں سرور آئیں مزے جھوم جھوم کر
ہو جاؤں بے خبر لبِ ساغر کو چوم کر

فکرِ بلند سے ہو عیاں اقتدارِ اوج
ٹپکے گلِ کلام سے رنگِ بہارِ اوج
چھلکے ہزار خامہ سرِ شاخسارِ اوج
ہو بات بات شانِ عروجِ افتخارِ اوج
فکر و خیالِ نور کے سانچوں میں ڈھل چلیں
مضمون فرازِ عرش سے اونچے نکل چلیں

اِس شان اِس ادا سے ثنائے رسول ہو
حُضّار پر سحابِ کرم کا نزول ہو۔
ہر شعر شاخِ گل ہو۔ تو ہر لفظ پھول ہو
سرکار میں یہ نذرِ محقر قبول ہو۔
ایسی تعلیوں سے ہو معراج کا بیاں
سب حاملانِ عرش سُنیں آج کا بیاں

معراج کی یہ رات ہے رحمت کی رات ہے
ہم تیرہ اختروں کی شفاعت کی رات ہے
فرحت کی آج شام ہے عشرت کی رات ہے
اعزازِ ماہِ طیبہ کی رویت کی رات ہے
پھیلا ہوا ہے سُرمۂ تسخیر چرخ پر۔
یا زلف کھولے پھرتی ہیں حوریں اِدھر اُدھر

دلِ سوختوں کے دل کا سویدا کہوں اسے
دیکھوں جو چشمِ قیس سے لیلا کہوں اسے
پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا کہوں اِسے
اپنے اندھیرے گھر کا اُجالا کہوں اِسے
یہ شب ہے یا سوادِ وطن آشکار ہے
مشکیں غلافِ کعبۂ پروردگار ہے

اس رات میں نہیں یہ اندھیرا جھکا ہوا
مشکیں لباس یا کوئی محبوبِ دلربا
کوئی گلیم پوش مراقب ہے یا خدا
یا آہوئے سیاہ یہ چرتے ہیں جا بجا

توکون ہے آج صاحبِ تاج
مردانِ خدا خدا نباشند
بدبخت ہے بدنصیب ہے وہ
اور تجھ کو ڈکار تک آئی
کب گرگ کے شر سے امن پائے
شیطاں نے تجھے کیا ہے مجنوں
اس درجہ ہے بدلگام تو اُف
پھر کیوں نہ دکھائیں یہ کرامت
زندوں کو خدا بنا لیا ہے
ان زندوں کی زندگی سے ہے کور
فاعل ہے خدا یہ واسطا ہیں
بیکار ہیں یہ تری نظر میں
توہین کے بول بولتا ہے۔
کس طرح خدا خدا کو جانا
یا وحی سُنا گئے فرشتے۔
گھر میں ترے چرخ سے گرا ہے
آج اُن کی تو کر رہا ہے توہین
جس گھر کی تجھے ملی غلامی۔
مردود ہے سب تری عبادت
خائن ہے تو حقِ اولیا میں
ہیں شومیِ بخت کے یہ ساماں
جو دامنِ ناخدا کو چھوڑے
اولوں کا بھی کچھ خیال رکھا
بس تیرے لئے نجات ہے یہ
ناپاکوں کے منہ عبث لگو تم

جو اِن سے ملا ملا خدا سے
لیکن ز خدا جدا نباشند
ایسوں کو بُرا کہا ستمگر
اُف رے ترے معدہ کی صفائی
کہتا ہے تو ان کو خاک کا ڈھیر
کیا تو نے سُنا نہ لَا يَمُوتُوْن
قدرت انہیں دی ہے کبریا نے
کیا جائے عجب ہے خرقِ عادت
اُن زندوں کے آگے رُوپ بدلے
جا مُردے تو خود ہے زندہ در گور
قرآن کی آیتِ جمیلہ۔
بے زینے چڑھا گرا سقر میں
اِک امر کا تجھ سے ہوں میں سائل
اسلام کہیں سے مول لایا
کیا دین ہے باپ کی کمائی
یا دین زمین سے اُگا ہے۔
احسان کا کیا یہی عوض تھا
زیبا تھی وہاں نمک حرامی
رہبر سے الگ چلا ہے غافل
سچ جان کہ آگیا بلا میں۔
ایمان کا اب سے ملے نہ تم نام
منجدھار میں اپنی ناؤ توڑے
اِن باتوں کو اپنے دل سے کر دور
سو بات کی ایک بات ہے یہ
پڑھ کوئی غزل کہ وجد آجائے

جو اِن سے پھرا پھرا خدا سے
جو اِن سے پھرے عجیب ہے وہ
ایمان نکل گیا ستمگر
چھپاں سے الگ الگ جو جائے
ناپاک تری سمجھ کا ہے پھیر
کیا سوجھی ہے منکر تصرف
مقبول کیا انہیں خدا نے
مشرک تجھے شرک سوجھتا ہے
حکام و حکیم سے مدد لے
غافل کہ مدد کے معنے کیا ہیں
خود کہتی ہے وَابْتَغُوا الْوَسِيْلَه
تعظیم سے اُن کی تو پھرا ہے
دے اس کا جواب مجھ کو غافل
خالق نے کیا کلام تجھ سے
یا اُمِّ شفیقہ ساتھ لائی۔
جن لوگوں سے کل تجھے ملا دین
نیکی کا مگر یہی ہے بدلا۔
مقبولوں سے ہے تجھے عداوت
کس طرح تجھے ملے گی منزل
محسن کے بھلا دیئے ہیں احساں
بدنام کنندہ نکو نام
نجدی پہ جو سر منڈا کے بیٹھا
کیوں ان سے ہوا ہے بے مروّد
بے خیر حسن کدھر گیا تو
مستانہ سخن مرے دکھا جائے

غزل

اللہ براۓ غوثِ اعظم
اے محوِ لقاۓ غوثِ اعظم

سُوکھی ہوئی کھیتیاں ہری کر
قربانِ عطاۓ غوثِ اعظم

وہ اور ہیں جنکو کہیے محتاج
گوش شنواۓ غوثِ اعظم

بیگانے بھی ہوگئے یگانے
پھیلی ہے ضیاۓ غوثِ اعظم

کیوں حشر کے دن ہو فاش پردہ
نقش کفِ پاۓ غوث اعظم

اے غم جو ستائے اب تو جانوں
ہر تار قباۓ غوثِ اعظم

دے مجھ کو ولاۓ غوثِ اعظم
وہ کون کریم صاحبِ جُود

اے ابر سخاۓ غوثِ اعظم
کیا تیزیٔ مہرِ حشر سے خوف

ہم تو ہیں گداۓ غوث اعظم
کیوں ہم کو ستائے نارِ دوزخ

دلکش ہے اداۓ غوثِ اعظم
جو دم میں غنی کرے گدا کو

ہیں زیر قباۓ غوثِ اعظم
اے دل نہ ڈران بلاؤں سے اب

لے دیکھ وہ آئے غوثِ اعظم
سب کھولیے عقدہاۓ مشکل

دیدار خدا تجھے مبارک
ہیں کون گداۓ غوث اعظم

امیدیں نصیب مشکلیں حل
ہیں زیر لواۓ غوث اعظم

ہیں جانب نالۂ غریباں
کیوں رد ہو دعاۓ غوثِ اعظم

آنکھوں میں ہے نور کی تجلی
وہ کیا ہے عطاۓ غوثِ اعظم

آئینہ روئے خوبرویاں
وہ آئی صداۓ غوث اعظم

تارِ نفسِ ملائکہ ہے
اے ناخنِ پاۓ غوثِ اعظم

کیا اُن کی ثنا لکھوں حسن میں
جاں باد فداۓ غوث اعظم

روایتِ دیگر

منقول ہے قاسم و عمر سے
جب چھک کے گرے حضور منصور

ہوتا جو وہ عہد ہم سے آباد
یاور ہیں ہم اس کے تا قیامت

اس شانِ رفیع کے تصدق
لغزش میں نہ آئے پاۓ مرکب

دلِ شاد ہوا ہے اس خبر سے
اسوقت میں تھا نہ کوئی ایسا

ہم کرتے ضرور اُن کی امداد
ہر حال میں اُس کا ساتھ دینگے

اس لطف وسیع کے تصدق
ثابت قدمی ہو لُطف دیجاے

کہتے تھے حضور مایۂ نور
جو ہاتھ پکڑ کے روک لیتا۔

جو شخص ہوا ہے ہم سے بیعت
پھسلے گا قدم تو ہاتھ دینگے

یا غوث صراط پر چلوں جب
جنت مجھے ہاتھوں ہاتھ لیجاے

گھبراے صراط پر نہ خادم
حافظ ہو صداے ربِّ سلّم

روائیتِ دیگر

کہتے ہیں عدی بن مسافر
ہونے لگی انجمن پریشاں
کہنے لگے اس طرح وہ ذیشاں
تھا قطرہ فشاں اِدھر اُدھر ابر
آئے حاکم و بادشاہِ عالم
چھائے ہیں الم کے کالے بادل

تھا مجلسِ وعظ میں یہی حاضر
دیکھے جو یہ برہمی کے اطوار
ہم تو کریں جمع تو پریشاں
اللہ رے جلالِ قادریت
اے وادرس و پناہِ عالم
سینہ میں جگر ہے پارہ پارہ

ناگاہ ہوا شروع باراں
سر سوئے فلک اٹھا کے یکبار
فوراً وہ مقام چھوڑ کر ابر
قربانِ کمالِ قادریت
گھر آئے ہیں غم کے کالے بادل
للہ اِدھر بھی اِک اشارہ

روائیتِ دیگر

عیسےٰ نے وہ ماجرا سنایا
آکر یہ کیا کسی نے اظہار
مرقد میں ہے وردِ مند ہر دم
کیا ہم سے وہ کرچکا ہے بیعت
مخبر نے کہا کہ شاہِ ذی جاہ
محروم پہ ہے قبروں پرستا
پھر آپ یہ سر اٹھا کے بولے
دیکھا تھا جمالِ روئے انور
اُس قبر کو جاکے پھر جو دیکھا
کی جس کی ادا نے جانفزائی
کیا جوشِ سرور آجکل ہے
سوتی ہوئی قسمتیں جگا دیں
عالم سے خزاں ہوئی روانہ
ہر پیڑ نہال ہو رہا ہے

جس نے دلِ مردہ کو جلایا
اِک شخص کہ حال میں مرا ہے
ہے شور و فغاں بلند ہر دم
کیا اُس کا یہاں ہوا ہے آنا
ان باتوں سے میں نہیں کچھ آگاہ
کچھ دیر مراقبہ کیا پھر
دیتے ہیں ہمیں خبر فرشتے
اور دل میں گمانِ نیک لایا
فریاد کا کچھ اثر نہ پایا
کیوں جان میں جاں نہ آجائے
ہر دل سے نشاط ہم بغل ہے
ہیں وقفِ زباں خوشی کی باتیں
آیا ہے بہار کا زمانہ
کیا موسمِ گل نے گدگدایا

کہتے ہیں کہ پیشِ شاہِ ابرار
کیا جانیئے اُس پہ کیا بلا ہے
فرمانے لگے یہ سن کے حضرت
کھایا ہے ہمارے گھر کا کھانا
ارشاد ہوا کرم کا جھالا
ہیبت ہوئی روئے شہ سے ظاہر
اس شخص نے ایک بار سرور
اس وجہ سے حق نے اسکو بخشا
عیسےٰ نے عجب خبر سنائی
اُڑتے ہوئے آسرے بندھائے
شادی نے وہ نوبتیں بجا دیں
دن عیش کے خورمی کی راتیں
عشرت کا سماں بندھا ہوا ہے
ہر پھول نے قہقہہ اُڑایا

آنکھوں میں بسا ہے جلوۂ گُل
ہر پھُول چمن چمن ہے خنداں
مستوں کو صبا پکار آئی
ہاتھوں میں لئے ہوئے گریباں
جب تک کہ ہے یہ بہار باقی
سر بیچنے کو چلیں خریدار
اِک شور ہے سبزہ زار دیکھو
ہے سب سے نئے چلن کی رفتار
ہونٹوں میں بھرا ہوا تبسم۔
دل سینہ میں دل میں آرزوئیں
یاغوث ترے نثار جاؤں۔
کیا ذکر وہاں غم و الم کا
سُلطانِ کریم تُو گدا مَیں۔
زندانِ گناہ میں گرفتار
بندے کو عذاب سے بچا لو
کر دو مجھے محوِ حُسنِ رُخسار
دل سے خلشِ الم نکل جائے
مرقد مجھے خانہ باغ ہو جائے
عزت سے مری بسر ہو دُنیا
محتاج رہوں نہ میں کسی کا
ماں میری کہ ہے کنیزِ سرکار
ہو لطفِ حضور سایہ گستر
جس طرح کہ اب ہیں شیر و شکر
جنت میں بھی ساتھ ساتھ جائیں
سرکار کریم سے عنایت۔

کیونکر نہ ہو باغ باغ بُلبُل۔
شبنم نے لٹائے ہیں جو گوہر
گلزار چلو بہار آئی۔
کرنے لگی فصلِ گُل اشارہ
دامن میں رہے نہ تار باقی
مستوں نے کیا ہجوم ہر سمت
صحرا کو چلو بہار دیکھو
آنکھوں میں بہارِ اشکِ شادی
خاموش کبھی کبھی تکلم۔
کیفیت ذوق و وجد طاری
قربان ہزار بار جاؤں۔
وہ مژدہ سُنا دیا ہے تُو نے
کھاتا ہوں تیرا دیا ہوا مَیں۔
یشر کرو گرہ کشائی۔
اپنے درِ پاک پر بُلا لو۔
دیکھوں جو بہارِ جلوۂ حُسن
ارمان کے ساتھ دم نکل جائے
محشر میں نہ پاؤں شرمساری
ذلت نہ ہو مجھ کو روزِ عقبےٰ
مغفور ہوں میرے سب اب و جد
غم دُکھ سے نہ ہو کبھی خبردار
غم اُن سے جُدا رہے ہمیشہ
یُوہیں رہیں ہم جہاں میں مِلکر
دلشاد رہیں حسین و حامد
ہو دونوں کو دو جہاں کی نعمت

آباد سرور ہے گلستاں
ہے شاہدِ گُل کی یہ نچھاور
تیار ہوئے جنوں کے ساماں
ہو دامن و جیب پارہ پارہ
سودے کا جما ہے آج بازار
ہے موسمِ گُل کی دھوم ہر سمت
دیکھے تو کوئی حسن کی رفتار
چہرہ سے ظہور بامرادی
کرتی ہیں کسی کی جستجوئیں
ہر گام لب و زباں سے جاری
ہو جوش جہاں ترے کرم کا
روتوں کو ہنسا دیا ہے تُو نے
بادشاہ غلام ہے خطا کار
اِس دامِ بلا سے دو رہائی
عارض سے نقاب اُٹھا کے اِک بار
ہو جاؤں نثارِ جلوۂ حُسن
پُر نُور مرا چراغ ہو جائے
ہو ساتھ ترے ترا بھکاری
کافی ہو مجھے ترا سہارا
ہوں منزلِ نُور اُن کے مرقد
کونین میں میرے بھائیوں پر
مقبولِ دُعا رہے ہمیشہ۔
دُنیا میں الگ نہ ہونے پائیں
آباد رہیں حسین و حامد
دونوں کی تمنا نہ کیوں ہو دل سے

مشہور ہے میرے دونوں میٹھے بس اے دلِ محو التجا بس	شاہا میرے دوست اور اعزہ مشتاقِ حصولِ مدعا بس	منظورِ کرم رہیں ہمیشہ۔ بغداد سے آتی ہیں صدائیں
تمام	مقبول ہوئیں تری دعائیں	ششد

مثنوی در ذکرِ ولادت شریف حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ اٹھی دیکھ لو گرد سواری
عیاں ہونے لگے انوارِ باری
نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
خدا جن کے شرف پر سب بنی ہیں
یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں۔
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
یہی ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں
یہی بندِ الم کو توڑتے ہیں
اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں
غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
یہی ہیں بیکلوں کی جان کی کل
انہیں سے ٹیک ہی ایمان کی کل
شکیبِ بیقراراں ہے انہیں سے
قرارِ دلفگاراں ہے انھیں سے
انہیں سے ٹھیک ہی سامانِ عالم
انہیں پر ہے تصدق جانِ عالم
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد
یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد
انہیں کی ذات ہو سب کا سہارا
انہیں کے در سے ہو سب کا گزارا
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں
انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں
انہیں کو پیڑ سجدے کر رہے ہیں
انہیں کے پاؤں پر سر دھر رہے ہیں
انہیں کی کرتے ہیں اشجار تعظیم
انہیں کو کرتے ہیں احجار تسلیم
انہیں کو یاد سب کرتے ہیں غم میں
یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
یہی کرتے ہیں ہر مشکل میں امداد
یہی سنتے ہیں ہر بیکس کی فریاد
انہیں ہر دم خیالِ عاصیاں ہے
انہیں پر آج بارِ دو جہاں ہے
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی
یہی ہے دو جہاں میں دھوم انکی
سہارا ہیں یہی ٹوٹے دلوں کے
یہی مرہم ہیں غم کے گھائلوں کے
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت
کریں خود جَو کی روٹی پر قناعت
فزوں رتبہ ہی صبح و شام ان کا
محمد مصطفےٰ ہے نام ان کا
مزین سر پہ ہے تاجِ شفاعت
عیاں ہے جس سے معراجِ شفاعت
بدن میں وہ عبائے نور آگیں
کہ جس کی ہر ادا میں لاکھ تزئیں
کہوں کیا حال نیچے دامنوں کا
جھکا ہے رحمتِ باری کا پلہ
یہی دامن تو ہیں ایجانِ مضطر
مچل جائینگے ہم محشر میں جن پر
سواری میں ہجومِ عاشقاں ہے
کوئی چپ ہے کوئی محوِ فغاں ہے
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے

کوئی ہر گام محوِ التجا ہے
یہ کہتا ہے کوئی بیمارِ فرقت
کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے
نہ آخر رحمۃ اللعالمینیؐ
بکن دلداریٔ دلدادگاں را
اُٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل
جو زینت ہیں زمانے کی وہ آئے
پکڑ لو ان کا دامن بے نواؤ
نہیں پھرتا ہے سائل اُنکا محروم
حسن ہاں مانگ لے جو مانگنا ہو
مرے مالک مرے مختار ہو تم
تمہیں افضل کیا سب سے خدا نے
تمہارے در پہ آ بیٹھے ہیں ہم
بُلا لیجے مدینے میں خدا را۔
اُسی کوچہ میں ہو بستر ہمارا
نہ ہو گور و کفن ہمکو میسّر
مرے پیارے مرے منظور آئیں

کوئی کہتا ہے حق کی شان ہیں یہ
ترقی پر ہے اب آزارِ فرقت
ز مہجوری بر آمد جانِ عالم
ز مہرومان چرا فارغ نشینی
بہت نزدیک آپہنچا وہ پیارا
ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل
فقیرو جھولیاں اپنی سنبھالو
مرا ذمہ ہے جو مانگو وہ پاؤ
کرو تو سامنے پھیلا کے دامن
بیاں کر آپ سے جو مدعا ہو
تصدُّق تم پہ اپنی جان کردوں
دیا تاجِ شفاعت کبریا نے
تمہارا نام ہم کو حرزِ جاں ہے
نہیں اب ہند میں اپنا گزارا
قضا آئے تو آئے اُس گلی میں
پڑا یوں ہی رہے لاشہ زمیں پر
مرے مُردے پہ یوں آکر فراہم

کوئی کہتا ہے میری جان ہیں یہ
اِدھر بھی اِک نظر او تاج والے
ترحُّم یا نبی اللہ ترحُّم
بدہ دستے ز پا اُفتادگاں را
فدا ہے جان و دل جس پر ہمارا
خبر تھی جن کے آنے کی وہ آئے
بڑھو سب حسرتیں دل کی نکالو
تمہیں اقرار کی عادت ہے معلوم
یہ سب کچھ دینگے خالی ہاکے دامن
مرے آقا مرے سردار ہو تم
ملیں تو دو جہاں قربان کردوں
تمہیں سے لو لگائے بیٹھے ہیں ہم
یہی تو دارُوئے دردِ نہاں ہے
تمہارا در ہو اور ہو سر ہمارا
رہے باقی نہ حسرت کوئی جی میں
سگانِ کوچہ پُر نور آئیں۔
غذا اپنی کریں سب مِلکے باہم

تمام	ہمیشہ تم پہ ہو رحمت خدا کی	دُعا مقبول ہو مجھ سے گدا کی	شد

مثنوی ناتمام

یارب تُو ہے سب کا مَولا
سب سے اعلےٰ سب سے اولےٰ
تیری ثنا ہو کس کی زباں سے
لائے بشر یہ بات کہاں سے
تیری اِک اِک بات نرالی
بات نرالی ذات نرالی
تیرا ثانی کوئی نہ پایا۔
ساتھی ساجھی کوئی نہ پایا
تو ہی دے اور تو ہی دلائے

تیرے دینے سے عالم پائے
کوئی تیرا کیا بھید بتائے
کوئی نہیں کچھ سب کچھ تو ہے
تجھ پر ذرہ ذرہ ظاہر
کوئی اور ٹھکانا کیسا -
تو ہی چھینا دے تو ہی ملا دے
تھا تو ہی تو ہو گا تو ہی
تیری قدرت کا ہے نمونہ

تو ہی اول تو ہی آخر
تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
تو ہی ڈبوئے تو ہی اچھالے
نیت ظاہر ارادہ ظاہر
تو ہی یاد دلا کے بھلائے
تو ہی گنوا دے تو ہی بتا دے
تیرے در سے جو بھاگ کے جائیں
نارِ خلیل و بادِ مسیحا -
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

تو ہی باطن تو ہی ظاہر
پہلے نہ تھا کیا اب کچھ تو ہے
تو ہی بگاڑے تو ہی سنبھالے
تجھ سے بھاگ کے جانا کیسا
تو ہی بھلا کر یاد دلائے
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی
ہر پھر تیرے ہی در پر آئیں
آٹھ پہر ہے لنگر جاری

نعت شریف کے اشعار جاتے رہے ۔

صانع نے اک باغ لگایا ۔
گلشن گلشن صحرا صحرا
خوب گھریں گھنگھور گھٹائیں
موجیں کرتی موجیں لائیں
سبزہ لہریں لیتا نکلا ۔
ساعت آئی جام و سبو کی
چپکے چپکے ہوائیں گھومیں
جوبن اور گدرایا جوبن
چٹکیں کچی کچی کلیاں
جگنو چمکے ڈالی ڈالی
چال میں سو انداز دکھاتی
غم کو گھٹاتی دل کو بڑھاتی
گھونگھٹ اٹھائے شاہدِ گل کا
فرطِ طرب سے ہنستی ہنساتی

باغ کو رشکِ خلد بنایا
چھائے لطف و کرم کے بادل
کرنے لگیں غل شور گھٹائیں
سرد ہوا کے آئے جھونکے
مینہ کو دعائیں دیتا نکلا
پھرتی ہے بادِ صبا متوالی
پتلی پتلی شاخیں جھومیں ۔
گل پر بلبل سرو پر قمری
خوشبو نکلی بس گئیں گلیاں
کیوں نہ کہیے بہار کی آمد
طرزِ خرامِ ناز اڑاتی ۔
یاس کو کھوتی آس بندھاتی
رنگ جمائے ساغرِ مُل کا
ساتھ میں بادل کالے کالے

خلد کو اس سے نسبت ہو گیا
آئے نیل و نعم کے بادل
لہریں کرتی نہریں آئیں
آنکھوں میں نیند کی لائے جھونکے
بولے پپیہے کوئل کوکی
پتے پتے ڈالی ڈالی ۔
فصل بہار پر آیا جوبن
بولے اپنی اپنی بولی ۔
آئیں گھٹائیں کالی کالی
آمد اور کس پیار کی آمد
رنگِ رخ گلرنگ دکھاتی
آنکھ کے رستے دل میں سماتی
طرزِ تبسم سب کو دکھاتی
مستِ طرب برساتے جھالے

تشنہ لبوں کو پانی دیتی۔
برق سے پیہم ہنستی اکڑتی
حُسن سراپا نُور کا عالم
ابرِ سیہ سے کھولے کاکل
اوڑھے دوپٹہ آبِ رواں کا
غازۂ عارض جلوۂ گُلشن۔
باغ نے کی پھُولوں کی نچھاور
نہر آئینہ دکھانے لائی
غُل ہے بادِ بہاری آئی۔
آئی اور کس ناز سے آئی
رنگِ خزاں عالم سے ہوا ہے

مُژدۂ راحت جانی دیتی
آتشِ غم پر چھینٹا دیتی
سر سے پاتک حور کا عالم
پھُول کا سر سے پا تک زیور
برق نے جس پر لپچکا ٹانکا
آتشِ گُل سے کا جل پارا
ڈالی لائے پیڑ بنا کر
غُنچوں نے اپنی گٹھڑی کھولی
شاہدِ گُل کی سواری آئی
پھُولے پھُول عنادل چہکے
پھولوں سے گلزار بھرا ہے

ابر سے دو دو چھینٹے لڑتی
سوختہ دل کی دُعائیں لیتی
مستِ جوانی محوِ تجمُّل
شکلِ عروسِ تازہ معطّر
لب کی ہنسی ہے رنگِ سوسن
سُرمہ لگایا پیارا پیارا
کنگھی شانہ بنا کر لائی۔
کشتی لائے قبائے گُل کی
ابکی بہار انداز سے آئی
گُلشن مہکے صحرا مہکے
دامن گلچیں دامن دامن

بھرنے لگے گلہائے گُلشن

قصائد

آئیں بہاریں برسے جھالے
دل کو پڑے ہیں جان کے لالے
کویل اپنی کوک ہیں بولی۔
قہر ہیں اُٹھتے جوبن والے
عارضِ گُل سے پردہ اُٹھا۔
شوقِ رویت دیکھے بھالے
بوٹے گلرویانِ کم سِن
پودے پودے نھالے تھالے
بانٹتی ہے نیرنگیٔ موسم۔

نغمہ سرا ہیں گُلشن والے
ابرِ بہاری جم کر برسا
آئے بادل کالے کالے
پھیلی ہیں گُلشن میں ضیائیں
بلبلِ مضطر دل کو سنبھالے
سُن کے بہار کی آمد آمد
پیارے پیارے بھولے بھالے
جمع ہیں عقد [illegible] اس گُل میں
بزم میں سُرخ [illegible] سبز دوشالے

شاہدِ گُل کا جوبن اُٹّھا
خُوب چڑھے ہیں ندی نالے
حُسنِ شباب ہے لالہ و گُل پر
شمعِ ولگن ہیں سرو اور تھالے
جوشِ طبیعت روکے نہ رُکے
ہوش سے باہر ہیں متوالے
فیضِ ابرِ بہاری پہنچا۔
سب رنگین طبیعت والے
نکہت آئی عطر لگانے۔

پھول نے ہار گلوں میں ڈالے
گاتے ہیں بلبل کے عنادل
کس سے سنبھلے کون سنبھالے
کیسا موسم پیارا موسم
تارے رخصت ہونے والے
آئی کان میں بانگِ مؤذن
ہجر کی شب کے رونے والے
عشق سراپا عجز و زاری
نیند سے چونکے سونے والے
دیکھیے بادہ کشوں کی آمد
تیرے صدقے اے متوالے
تشنگی لب سے دم ہے لبوں پر
لا اے پینے پلانے والے
رنگ پہ پھر آجائیں ترنگیں
خوب مزے گر گر کے اٹھالے
گھرتے اٹھے ہر رِند سے بادل
آج تو حوضِ مے میں نہالے
بادۂ حسنِ دلکش گلشن
ڈالدیا صیاد کے پالے
ہجر میں بارش اور غضب ہے
جلتے ہیں اور بھی جلنے والے
اے تری قدرت دیدۂ تر کو
پڑ گئے کام و زباں میں چھالے
آئے ترس اس دکھ پہ کس کو
زخم ہوئے چھل چھل کر آلے

پنکھے جھلنے والی نسیمیں
سہرا مبارک ہو ہریالے
آنکھ نے کیا کیا دل کو ابھارا
اس پر نورِ سحر کے اجالے
نکلے اپنے گھروں سے مسافر
چونکے مسجد جانے والے
کوئی کسی سے طالبِ رخصت
حسن و نازش رد سوالے
ساقی نے میخانہ کھولا
لب پہ دعا ہاتھوں میں پیالے
داتا آج پیالا بھردے
پیارے کب تک ٹالے بالے
گہرا سا اک جام عطا کر
لطف سرور سے روح مزا لے
جب ہوں قائل تیزیِ مے کے
دل کو بڑھالے غم کو گھٹالے
ہاں آئے لغزشِ پا کے شیدا
بیخود ہیں سب دیکھنے والے
سوزِ فراق نے آگ لگا دی
پڑتے ہیں زخمی دل پر چھالے
فصلِ بہاراں صحنِ گلستاں
آنکھیں دکھائیں ندی نالے
کنجِ قفس آلامِ جدائی۔
مجھ بیکس کی کون دعا لے
جو کچھ گذری جو کچھ بیتی۔

بادل پانی دینے والے
ایسی فصل میں جوشِ طبیعت
تارِ تنفس نے ڈورے ڈالے
شمعوں کے چہروں پہ سپیدی
گھر بھر کرکے خدا کے حوالے
بھولے کچھ احباب سے مل کر
درد انگیز کسی کے نالے
خواب ہوئی آنکھوں سے رخصت
سائل آئے جھولی ڈالے
خواہش مے ہیں سب کی زباں پر
ہمسے فقیروں کی بھی دعا لے
شوق کو ہم بہلائیں کہاں تک
جھوم کر آئیں کیف نرالے
لغزشِ پا کے ہاتھوں بیکش
ہاتھ میں اڑ کر آئیں پیالے
پینا کیسا پلانا کیسا۔
گرتے گرتے لطف اٹھالے
ایسی فصل میں بخت نے ہمکو
آتشِ گل سے چھالے ڈالے
آگ لگا دو ایسے مینہ کو
کوسے رقیب و راہ جھلالے
سوزِ جدائی کس کو سناؤں
گوشۂ عزلت ماہ خیالے
پنجۂ وحشت تو نہ ہوا شل
کس سے کہیں دکھ بھرنے والے

اے ظالم اے دردِ جدائی
دل میں چٹکی لینے والے
تیرے بس میں قید ہوئے ہیں
خاموشی کو باتیں سنانے
سب کے حامی سب کے یاور

اب تو پڑے ہیں تیرے پالے
ناؤ میں خاک کہاں سے آئی
جتنا ستایا جائے ستالے
اُن سے کرینگے تیری شکایت
جان کی راحت دل کے اُجالے
دل سے جو خارِ الم کو نکالے

جان غضب میں ہیں ترے ہاتھوں
کھاتا ہے تو ظالم کھالے
ڈر سے ہونٹوں کو آہ و فغاں پر
ہم ہیں جن کے ناز کے پالے
عرض کروں اب مطلع ایسا

مطلع دیگر

چھائے غم کے بادل کالے
آ اے ہاتھ پکڑنے والے
خاک مری پامال ہو کب تک
پیارے اپنے در پہ بلالے
ناری دے کر خطِ غلامی
میں مرے مطلب تیرے حوالے
بگڑی بات کو تو ہی بنائے
تم نہیں کرتے ٹالے بالے
دیکھیں جنھوں نے تیری آنکھیں
شمس و قمر کے گھر کے اُجالے
آفت میں ہے غلام ہندی
سینکڑوں ہیں دکھ دینے والے
آج ہے پیشی میں ہوں مجرم
میری بگڑی بات بنالے
گھر گھر آئے گم کے بدرا

میری خبر آ کے مدینے والے
زلف کا صدقہ تشنہ لبوں پر
نیچے نیچے دامن والے
کام کئے بے سوچے سمجھے
تجھ سے لیں جنت کے قبالے
تیرے صدقے تیرے قرباں
ڈوبتی ناؤ کو تو ہی سنبھالے
وسعت خوانِ کرم کے تصدق
وہ ہیں حق کے دیکھنے والے
ابرِ لطف و غلافِ کعبہ
تیری دہائی مدینے والے
تیرے لطف ہوں میرے یاور
زیرِ دامن مجھ کو چھپالے
تورے بل بل جاؤں کھویا
جیرا کانپت کملی والے

گرتا ہوں میں لغزشِ پا سے
برسا مہر و کرم کے جھالے
پھرتا ہوں میں مارا مارا
راہ چلا بے دیکھے بھالے
تیرے احساں میرے یاور
میرے آس بندھانے والے
آپ سے جو مانگا فوراً پایا
دونوں عالم تم نے پالے
تیرے عارض گورے گورے
تیرے گیسو کالے کالے
تنہا ہیں اے حامیِ بیکس
تیرا قہر عدو کو جالے
روزِ حساب اور مجھ سا عاصی
ندیا گہری نیتا بالے
رین اندھیری دور نگریا

توری دُہائی جگت اُجیالے
نیناں کے بلہاری جاوے
جا کو ڈراویں ندی نالے

تن من دھن کی سدھ بدھ بسری
درسن بھیجا جو منگتا ہے
اپنے حسین و حسن کے حسن کو

موری کھبریا مورے پیالے
واکو سمندر پار ہو جاوو
زہر کرب و بلا سے بچالے

قصیدہ حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری مجیدی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں

ساقیا کیوں آج رندوں پر ہے تو نامہرباں
کیوں نہیں دیتا ہمیں جام شراب ارغواں

تشنہ کاموں پر ترس کس واسطے آتا نہیں
کیوں نہیں سنتا ہے میخواروں کی فریاد و فغاں

جام کیوں اوندھے پڑے ہیں کیوں ہیں شیشوں کے بند
عقدہ لاحل بنا ہے کیوں خم مے کا دہاں

کیوں صدائے قلقل کی مینا سے نہیں ہوتی بلند
کیوں اداسی چھا رہی ہے کیوں ہوئی سونی دکاں

کیوں ہے مہر خامشی لب پر سبو کے جلوہ ریز
کیوں نہیں کھلتا مجھے کیا بند قفل ہے یہ سماں

کس قدر اعضا شکن ہے یہ خمار جاں گسل
ہے جماہی پر جماہی ٹوٹتی ہیں ہڈیاں

کیا غضب ہے تجھ کو اس حالت پہ رحم آتا نہیں
خشک ہے منہ میں زباں آتی ہیں پیہم ہچکیاں

آمد باد بہاری ہے گلستاں کی طرف
فصل گلشن کر رہی ہے کیا ہی رنگ آمیزیاں

ابر کی اٹکھیلیوں سے جوبنوں پر ہے بہار
پڑ رہی ہیں پیاری پیاری ننھی ننھی بوندیاں

چار جانب سے گھٹاؤں نے بڑھائے ہیں قدم
توسن باد صبا پر لی ہے راہ بوستاں

جشن گل کا شور ہے فصل چمن کا زور ہے
ابر اٹھا ہے گرجتا کوندتی ہیں بجلیاں

کجکلہی باندھے ہوئے نرگس نکلتے پر ہے لوٹ
محو وصف جلوۂ گلشن ہے سوسن کی زباں

شاخ گل پر بلبلیں ہیں نغمہ سنج فصل گل
سرو پر بیٹھی ہوئی کرتی ہیں کوکو قمریاں

اسقدر ہے جوش پر حسن عروس گل کہ آج
باغ میں ملتی نہیں بلبل کو جائے آشیاں

ٹھنڈی ٹھنڈی پیاری پیاری چلتی ہے باد نسیم
جھومتی ہیں وجد میں کیا کیا چمن کی ڈالیاں

مست و بیخود بیٹھے ہیں مرغان گلشن شاخ شاخ
کر رہے ہیں اپنی اپنی لے میں مدحت خوانیاں

تاکہ دیکھے گل کا جوبن نرگس مخمور بھی
سوتے سوتے چونک کر اٹھی ہے ملتی انکھڑیاں

دیتے ہیں غنچے چٹک یہ صدا ہر سمت سے
ہم بھی دیکھیں گے ذرا فصل بہاری کا سماں

کب ہیں یہ شبنم کے قطرے برگ گل پر آشکار
ہیں عروس گل کے کانوں میں جڑاؤ پتیاں

گُدگُداتی ہے مرے دل کو ہوائے میکشی
حسرتیں کہتی ہیں ہم کو کس پہ چھوڑا آپ نے
دیر کارِ خیر میں اس درجہ کرتا ہے کوئی
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
پانی پی پی کر دُعا دوں تجھ کو گر پاؤں مراد
دے کوئی ساغر چھلکتا سا شرابِ تُند کا
مدح کرنی ہے مجھے اِک رہنما کے عُرس کی
واہ وا کیا عُرس ہے کیا عُرس ہے کیا عُرس ہے
سر جھکائے بیٹھے ہیں حلقہ کئے سارے مرید
ہر ادا سے انکشافِ معنی و مقصود ہے۔
ہے کہیں ذکرِ جلی تو ہے کہیں ذکرِ خفی
دل کے آئینوں کی صیقل ذکر آرہ سے کہیں
ضربِ اِلّا اللّٰہ سے کرتا ہے کوئی دل کو صاف
سب کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں اس عُرس میں
اِس طرف ایسی بہاریں اُس طرف حُکمِ خدا
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے دل یہ کس کا عُرس ہے
طالبِ مطلوبِ یزداں حضرتِ فضلِ رسول
سالکِ راہِ حقیقت رہبرِ مقصودِ شرع
حاکمِ اصل فروع و عالمِ رمزِ اصول۔
حامیِ دینِ پیمبر ماحیِ بُنیادِ کُفر۔
آفتابِ چرخِ علم و ماہتابِ بُرجِ حلم
شاہ دیہیمِ جلال و خسروِ تختِ کمال
انجمن آرائے شرع و شمعِ بزمِ معرفت۔

سیفِ مسلولِ حقیقت فارسِ مضمارِ فقر
مزرعِ اسلام کو ابرِ کرم ذاتِ جناب
آرزوئیں کر رہی کس قدر اٹھکھیلیاں
خواہشیں کرتی ہیں شکوے کیوں ہوئے نامہرباں
ہاں خُدا را ساقیا! ازرحم بحالِ نیم جاں
پھر کہاں ہم اور کہاں یہ دُخترِ رز کی شوخیاں
دیر کیوں کرتا ہے پیارے فصلِ گُلشن پھر کہاں
بول بالا ہو ترا اے ساقیِ حاتم نشاں
چھوڑ کر فکرِ خط و خالِ حسینانِ جہاں
جس میں ہیں تشریف فرما غوث و ابدالِ جہاں
حالِ دل کرتے ہیں سرکارِ معلّٰی میں عیاں
ہو رہا ہے کیا لطیفہ میں عیاں سِرِّ نہاں
اپنے اپنے حال میں مصروف ہیں پیر و جواں
ہیں کیسی جاذِ کرِ قمری کی عیاں رنگینیاں
ہے کہیں اثبات نفیِ غیر کا لا سے عیاں
آتے ہیں روتے ہوئے جاتے ہیں ہنستے شادماں
جاتی ہے سر پیٹتی اس بزم سے عمرِ رواں
پائی اس محفل نے کس سے زیبِ زین و عز و شاں
موردِ فضلِ رسول و رحمِ خلّاقِ جہاں
رہنمائے گمرہاں و پیشوائے مرشداں
واقفِ حالِ حقیقت کاشفِ سِرِّ نہاں
زاہدِ زینِ عبادت واعظِ شیوا بیاں
گوہرِ دُرجِ شرف یاقوتِ کانِ عز و شاں
نائبِ شاہنشہِ کونین فخرِ مرسلاں
زینتِ بُستانِ فقر و زیبِ گلزارِ جناں
طلعتِ شمعِ ہدایت مقتدائے سالکاں
خرمنِ ادیانِ باطل کو ہے برقِ بے اماں

حاضرِ عرسِ معلےٰ ہیں بہت اربابِ علم
وہ پڑھوں مطلع کہ سن کر سُن ہوں سب اہلِ زباں

مطلع

گر کبھی فرمائے تو توحیدِ واحد کا بیاں — کہہ دے ہندو سے فلک ٹھیک ہے یہ یکساں
دی خدائے پاک نے تجھ کو حیاتِ بے ممات — لا یموتی تو ہے تیری شان میں اے جانِ جاں
دینِ پیغمبر کو تیری ذات سے ہے تقویت — تیرے جلوؤں سے منور خطۂ ہندوستاں
تیرے اچھے ہونے میں کس کو رہی جائے سخن — تیرے مرشد کے ہیں مرشد حضرت اچھے میاں
ملحدوں کو بات تیری سیف ہے جبار کی — معتقد کو قول تیرا موجبِ امن و اماں
دے جو کچھ دینا ہے تجھ کو اسکے جلدی میں مجھے — تیرے در پہ لیکر آیا ہوں قصیدہ ارمغاں
ہو دعائے خیر میری دین و دنیا کی قبول — یہ صلہ پائے شہا تیرا گدائے آستاں
اے حسن اب کر دعا اللہ سے با التجا — کیا عجب ہے گر کہے آمیں گروہِ قدسیاں
یا خدا جب تک ہے مہر و ماہ میں جلوہ گری — دہر میں قائم رہے جب تک یہ دورِ آسماں
کنجِ خلوت میں ہو جب تک زاہد گوشہ نشیں — شمع کو حاصل ہیں جب تک انجمن آرائیاں
کعبہ کے در پہ ہے جبتک فرقِ زاہد سجدہ ریز — شاغلِ حمدِ خدا جب تک رہیں کرّوبیاں
جلوۂ وحدت رہے کثرت میں جب تک آشکار — صوفیوں کا دہر میں جب تک رہے نام و نشاں
مولوی عبدالقادر زیبِ سجادہ رہیں — تابعِ فرمانِ والا ہو ہر اک پیر و جواں
دے مدد اقوالِ والا کو کلامِ اللہ پاک — پیشِ حضرت قولِ دشمن کا ہو شاخِ زعفراں

ان کے دشمن کو ہمیشہ کلفت و کربت نصیب
جو دعاگو ہیں رہیں فرحت نصیب و شادماں

یہ قصیدہ نذیر احمد خاں دہلوی مقلد سید احمد خاں کولی کے قطعہ کی رو میں ہے

توانائی نہیں صدمہ اُٹھانے کی ذرا باقی — نہ پوچھو ہائے کیا جاتا رہا کیا رہ گیا باقی
زمانے نے ملائیں خاک میں کیفیتیں ساری — بتا دو گر کسی شے میں رہا ہو کچھ مزا باقی

نہ اب تاثیر مقناطیس حسن خوبرویاں ہیں
نہ اب دلکش نگاہوں میں رہا دل کھینچنا باقی

نہ جلوہ شاہدِ گل کا نہ وہ فریادِ بلبل کا
نہ فصلِ جاں فزا باقی نہ باغِ دلکشا باقی

نہ جوبن شوخیاں کرتا ہے اونچے اونچے سینوں پر
نہ نیچی نیچی نظروں میں ہے اندازِ حیا باقی

کہاں وہ قصرِ دلکش اور کہاں وہ دلربا جلسے
نہ اُسکا کچھ نشاں قائم نہ اُس کا کچھ پتا باقی

کہاں ہیں وہ چلا کرتے تھے جنکے نام کے سکے
نشاں بھی ہے زمانہ میں اب اُنکے نام کا باقی

کہاں ہیں وہ کہ جن کے دم سے تھے آباد لاکھوں گھر
خدا شاہد جو اُن کی قبر کا بھی ہو پتا باقی

شجاعت اپنے سر پر ڈالتی ہے خاک میداں کی
نہ کوئی صف شکن باقی نہ کوئی سورما باقی

سحر جا کر اُسے دیکھا تو سناٹا نظر آیا۔
وہ محفل جسمیں شب کو تھی نہ تل رکھنے کو جا باقی

نہ کل تک نیند آتی تھی جنہیں بے فرشِ گل سے کل
نہیں آج اُن عزیزوں کے گھروں میں بوریا باقی

جنہیں سب جانِ جاں کہتے تھے جن پر جان جاتی تھی
فنا کے ہاتھ سے کہاں رہی اُن کی بقا باقی

مبارک دل مبارک آرزو ہے حکم عنقا میں
نہ اب وہ دل ہی باقی ہے نہ دل کا مدعا باقی

خدا ہی جانے کیا گل ہے کہ کس کس طرح مٹی
خبر کی جب خبر پائیں کہ ہو کچھ بھی بتا باقی

کسی کو ذکر کرتے بھی نہ دیکھا اُن کا عالم میں
زبانِ حال پر شاید ہو کچھ یہ ماجرا باقی

عبث ہم یاد کر کے رو رہے ہیں آج پہلوں کو
ہمیں کل روئیں گے پچھلے اگر ہے یہ فنا باقی

یہ دو آنکھیں ہیں رونا سینکڑوں کا کم رہیں کس کس کو
یہ اک دل غم بہت پھر ہم نہ بچائینگے کیا باقی

یہ مطلب ہے کہاں باتوں سے مطلب ہی نہ رکھیں ہم
ہمیں کیا مر گیا کوئی کہ کوئی بچ رہا باقی

جو کوئی مر گیا تو حکم ہی سے جان دی اُس نے
جو کوئی بچ رہا تو حکم ہی سے بچ رہا باقی

یہ جینا کیا مرے گر آج تو کل دوسرا دن ہو
مریں اُس زندگی پر جو رہے بعدِ فنا باقی

وہ پیاری زندگی کیا ہے یہی اسلام کی دولت
یہ ہے وہ بے بہا نعمت رہے جو دائما باقی

فلک ئے تاب مہر و ماہ ہے روشن زمانے پر
مگر اُس کا اجالا رات دن ہے ایک سا باقی

یہ سچ ہے ضعف کی حالت میں ہے اسلام بے شک ہو
مگر اب بھی ہے اس کی اگلی شوکت جا بجا باقی

ابھی برجوں کے گرنے کی چلی آتی ہیں آوازیں
ابھی تک کوشکِ کسریٰ میں ہے وہ زلزلہ باقی

چمکتی ہیں ابھی تک بدر کے میدان میں تیغیں
نگاہوں میں ہے اب تک بجلیوں کا کوندنا باقی

مسلماں قبر میں بھی ہیں فدا صدیق اکبرؓ پر
ابھی تک یہ اثر ہے حبِ یارِ غار کا باقی

ابھی تک خاک کے نیچے بہادر کانپ اُٹھتے ہیں — ابھی تک صولتِ فاروق کا ہے دبدبا باقی

غنی کی شرم کے جلوے مسلمانوں کے دل میں ہیں — مسلمانوں کی آنکھوں میں ہے اب تک وہ حیا باقی

ابھی ہے نعرہ ہائے شیرِ حق کی گونج کانوں میں - — ابھی ہے ہیبتِ مرحب کش و خیبر کشا باقی

مسلمانوں کی تلواروں نے جو قبضے بٹھائے ہیں — رہیگا اُن کا پھل ان باغیوں پر دائما باقی

بیانِ شوکتِ اسلام پورا ہو نہیں سکتا - — فنا ہو جائیں گے ہم ذکر یہ رہ جائے گا باقی

مٹائیں شوق سے اسلام کو اسلام کے دشمن — وہ خود مٹ جائینگے اور یہ رہیگا دائما باقی

اگرچہ اس کی تلواروں نے بے گنتی ہی چھانٹے ہیں — مگر بدخواہ اس کے پھر بھی ہیں بے انتہا باقی

قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو — ابھی منزل میں ہے کانٹوں کا کھٹکا جابجا باقی

مٹایا چاہتے ہیں دین کو ایمان کے دشمن — ابھی مُرسٹ کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی

کہیں تقلید کے انکار پر تو سو دلیلیں ہیں — کہیں دعوے نہ چھوڑینگے درود و فاتحہ باقی

کہیں پابند دونوں ہاتھ کا رفعِ یدین اب تک — کہیں بالجہر آمیں پر ہے فریاد و بکا باقی

کسی جا بعد مردن خاک کہہ دینا اکابر کو — کہیں توہینِ قبرِ انبیاء و اولیا باقی

کسی جا یا رسول اللہ پر ہے شرک کا فتوے — کہیں کوشش نہ ذکرِ استمداد کا باقی

کہیں تسلیم پر ششش مثل کے انکار سے منکر — کہیں تفہیم پر امکانِ کذبِ کبریا باقی

طریقِ ذکرِ محبوبانِ حق پر حجتیں قائم — جوازِ محفلِ میلاد پر چون و چرا باقی

لڑے جاتے ہیں ہوغے پر کٹے مرتے ہیں بکرے پر — ذرا دیکھیں تو ہے ایمان کا بھی کچھ پتا باقی

انھیں بیکار باتوں پر جھگڑ کر یہ ہوا حاصل — بجائے دین و ملت صرف جھگڑا رہ گیا باقی

یہانتک باغیوں نے فرع میں شاخیں نکالی ہیں — کہ اُن کی اصل میں اب کچھ نہیں غیر از خطا باقی

تبرے کی کہیں بوچھاڑ یارانِ پیمبر پہ — کہیں آلِ نبی سے ہے تعلق رنج کا باقی

یزیدی اس کام کو اک سال کر کے نار میں پہنچا — یہاں ہے سینکڑوں سالوں سے نقلِ کربلا باقی

وہ پردیسی مسافر تخت سے اُن کو غرض مطلب — الٰہی پھر تمنا ہے یہ کس کے تخت کا باقی

یہ تاشے باجے کب تھے سیدِ مظلوم کی جانب — کہ جنکا جاہلوں میں ہے ابھی تک پیٹنا باقی

کہاں تک فتحِ ظالم کی بنائی جائیگی صورت — شہِ مظلوم سے کینہ رہیگا تا کجا باقی

محبت کہاں ہے دعوے آل سے پر دیکھنا یہ ہے — عداوت کا دقیقہ کوئی ان سے رہ گیا باقی

توہتّب[1] اور تشیّع سے ہوا جو کچھ ہوا لیکن
نہ رکھا نیچریّت نے ذرا تسمہ لگا باقی

اگر دعوٰے مرا محتاج حجت ہے تو سُن لیجے
کلام اُس کا نہیں جس کو نہ غم روزِ جزا باقی

اشعار مسٹر نذیر احمد مع ردّ

مسیحا کون سیّد پکارے سب میں کہتا ہوں | قال | صد وسی سال رکھیو اور اُس کو اے خدا باقی
مسیحا کہتے جاؤ اور جینے کی دُعاء مانگو | اقول | مگر ہے اپنے مذہب پر تمھیں غم دار کا باقی
مسیحا پھر بنا پہلے کھو دو اِس رسولی کو | | ابھی تو ہے اُسے اپنا علاج اپنی دوا باقی
نہیں زیبا بتائے کوئی بُلبُل اپنے اُلو کو | | رہے جس وقت تک وہ صورتِ نکبت فزا باقی
بھلا ہے یا بُرا یہ جانے یا اس کا خدا جانے | قال | مگر ہے کوئی اس کی شان کا اِس کے سوا باقی
نبی اسکو کہا تُم نے خُدا اسکو بنا لیتے | اقول | جو ہوتا کوئی اِس انداز کا اِس کے سوا باقی
تمھاری فکرِ نازک میں وجود اس کا جو قائم ہو | | تم آپ ہی جان لو اک اور ہے اس رنگ کا باقی
عقائد کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا | قال | قیامت کو بھی رہنے دوگے کوئی فیصلہ باقی
عقائد سے کسی کے بحث کیا اتنے ہی کہنے پر | اقول | ذرا اے پردہ والے دیکھ کچھ پردہ رہا باقی
بظاہر بھولی باتیں اور باطن میں غضب گھاتیں | | ابھی دنیا میں ہیں عیار نادانی نما باقی
یہی اک فردِ اکمل ہے کہ جس کو دیکھ کر جانا | قال | ہماری ناؤ کا ہے [illegible] ناخدا باقی
تمہارے ناخدا نے ڈبو گنگا اٹھائی ہے | اقول | نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا یہ بیڑے کا پتا باقی
تُم اپنی ناؤ کا لنگر اگر اُس کو تھما بیٹھے | | سمجھ رکھو کہ بس اب ڈوبنا ہی رہ گیا باقی
جزاک اللہ خیرا قوم کی اصلاح حالت میں | قال | دقیقہ ایک بھی تُو نے نہیں رکھا اُٹھا باقی
کریگا دین میں جو شر نہ ہرگز خیر پائے گا | اقول | عبث رکھتے ہو تم میرے خدا سے آسرا باقی
رہی اصلاح اُسکی کیفیت صورت سے ظاہر ہے | | کہیں ہے چکنے گالوں پر محاسن کا پتا باقی

[1] میرے پیارے سُنّی بھائی ضرور خیال فرمائینگے کہ ندوہ مخذولہ کی خبر نہ لی گئی۔ اسکی نسبت مجھے اسقدر عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ قصیدہ ندوۂ ہند کی پیدائش سے پہلے کا عرض کیا ہوا ہے اور اگر غور کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں تو جس طرح ندوہ کا رد سب بد مذہبوں کا رد ہے اسیطرح انکا رد اُس کا رد تو اس حالت میں ضمناً ئیں اِس اعتراض سے بری ہو چکا ۱۲ حسن

خدا نے تم کو پہنچایا ہے اُن اعلیٰ مراتب پر	قال	فزوں تر جن سے اب کوئی نہیں ہے مرتبہ باقی
طریق مختصر پر گر ترے القاب یک جا ہوں		تو مشکل کہ ابجد میں رہے حرف ہجا باقی
معاذ اللہ الوہیت پہ تم نے مہربانی کی ۔	اقول	خدا نے تجھ کو ۔ کہکر رکھ لیا یہ مرتبہ باقی
جو سچی ہجو سچے عیب لکھے کوئی کولی کے		بہت مشکل ہے رہجائے کوئی حرف ہجا باقی
مگر معلوم ہے تجھ کو مسرت کچھ نہیں اس کی	قال	کہ تُو ہے دردمندِ قوم اور تیرا گلہ باقی
ہے اُسکے واسطے دُنیا بہشت اسکو الم کیا ہے	اقول	غلط بالکل غلط اب بھی ہو کچھ اس کا گلہ باقی
محالِ عقل ہے تجھ کو اس دُنیائے فانی میں	قال	سوائے قوم کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
محالِ عقل ہے بیشک کہ اب دُنیا میں کولی کو	اقول	سوائے زر ہو کوئی آرزو یا اِلتجا باقی
سہو بیدل اور اپنی ہی کیئے جا صرف ہمت بس	قال	کہ سب کے سر پہ اب تو ہی ہے اک بوڑھا بڑا باقی
تمھیں انکار ہے جسکا یہ اُس کا اک خلیفہ ہے	اقول	وہ اس بوڑھے کے سر پر بھی ہے اک بوڑھا بڑا باقی
اگر انعام کی تجھ کو توقع ہے تو باور رکھ	قال	خدا کے پاس ہے تیری جزا تیرا صلہ باقی
خدا اُس سے مسلمانوں کو اپنے حفظ میں رکھے	اقول	خدا کے پاس ہے اُس کے لیئے جو کچھ صلہ باقی
تجھے روئیگی سر پر ہاتھ رکھ کر قوم بدقسمت	قال	اور اُسکو دیکھ لیگا جو کوئی جیتا رہا باقی
کہو عیسے صد و سی سال جینے کی دعا مانگو	اقول	پھر اُسکی لاش پر رونیکا بھی ہے آسرا باقی
سہو ویں کارگر گر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا	قال	ابھی سب سے بڑی باقی ہے تدبیر دُعا باقی

اقول

طویلہ میں اگر لتیاؤ کی ٹھیری غضب آیا
وہ مُنکر ہے دُعا کا آپ کے لب پر دُعا باقی

اختتام ردّ اشعار مسٹر و آغاز حال پیر نیچر و مقلدان پیر نیچر

اسے کہتے ہیں خضر قوم بعض احمق زمانے میں	یہ وہ ہے آٹھ سو کم کر کے جو کچھ رہ گیا باقی
مزارِ پیر نیچر سے بھی نکلے گی صدا پیہم	چڑھا جاؤ گرہ میں ہو جو کچھ پیسا ٹکا باقی
تہی ہمدردیاں ہیں لوٹ کر ایمان کی دولت	نہ چھوڑا قوم میں افلاس عقبیٰ کے سوا باقی
ظروفِ میکدہ توڑے تھے جنکر محتسب نے سب	الٰہی رہ گیا کس طرح یہ چکنا گھڑا باقی
مریدوں پر جو پھیرا دستِ شفقت پیر نیچر نے	نہ رکھا دونوں گالوں پہ ابھی بال کا باقی
مسلماں بن کے دھوکے دے رہا ہے اہلِ ایماں کو	یہی ہے ایک پہلے وقت کا بہروپیا باقی

غضب ہے نیچری حسنِ خرد پر ناز کرتے ہیں
نہیں کیا شیر پور میں کوئی ان کے جوڑ کا باقی

علی گڑھ کے سفر میں صرف کر دی دولتِ ایماں
بتاؤ مجھ کو زیر تو باقی کیا رہا باقی

گیا ایمان تو داڑھی بھی پیچھے سے روانہ کی
پرانے رنگ کا اب کیوں رہے کوئی پتا باقی

بپا بوٹے بہ بر کوٹے و بر سر سرخ سر پوشے
کہو اب بھی مسلماں ہو نہیں کچھ رہ گیا باقی

عقب میں ہو اگر کتا تو پھر میں کیا کہوں کیوں ہو
جو آگے ہے تو ان کا ہے یہی اک پیشوا باقی

مشائخ تو مشائخ ہیں کرامت تو کرامت ہو
انہوں نے انبیا میں بھی نہ رکھا معجزا باقی

یہ منکر اس کے منکر اُسکے منکر سب کے منکر ہیں
سمجھ لیجے کہ سارے کلمہ میں ہے حرفِ لا باقی

رسولی کو رسالت کی سند سمجھے ہیں کیا جاہل
نہ رکھا جو نبی کہنے میں کوئی مرحلہ باقی

گیا تو پارسل ایمان کا سیدھے ایس آئی کو
پر اس کے ٹوٹنے کا دل میں اندیشہ رہا باقی

لگائی احتیاطاً چار جانب آڑ داڑھی کی
اور اتنے وزن کی محصول میں تھی نفی بھجا باقی

عجب ہے نیچری بیوقت کی کیونکر اڑاتے ہیں
اگر تم نے چری دیکھو نہ پاؤ گے صدا باقی

جو مرغی کے گلے کا گھونٹنا جائز سمجھتے ہیں
انہیں پھر حرمت و حلت سے کیا مطلب رہا باقی

چھری کا نٹا لیے مردار مرغی سے جو لڑتے ہیں
پھر ایسوں کی شجاعت میں رہا کیا مرحلہ باقی

الٰہی نیچریت ہے کہ کوئی بالخوارہ ہے
سرِ مو بھی نہ رکھا جس نے داڑھی کا پتا باقی

جسے تکتی تھیں وقت بذلہ سنجی مجبر قومیں سب
سوائے ڈیم فول اس منہ میں اب کچھ بھی نہ رہا باقی

علم ان کے مسلمانوں کے ہیں اور ان سے ظاہر ہے
برائے نام اب اسلام ان میں رہ گیا باقی

ٹڈل نے مذہب و ملت سے غفلت میں رکھا کیا کیا
نہ یادِ کبریا باقی نہ ذکرِ مصطفےٰ باقی

قریبِ پاس جاکر دور ایماں سے ہوئے اکثر
جو دور اس پاس سے ہیں پاسِ دیں انکو رہا باقی

رلی ہے زک پہ زک بدمذہبوں کو اہلِ سنت سے
مگر اب بھی ہے وہ جرأت وہ ہمت حوصلہ باقی

اگر ایمان رکھتے ہوں تو وہ ایمان سے کہہ دیں
جو دل میں مُتنفی آنکھوں میں ہو شرم و حیا باقی

ثبوتِ حق میں اہلِ حق نے تحقیقات کی کیا کیا
کوئی ایراد کوئی شبہ کوئی شک رہا باقی

معاندِ اہلِ سنت پر اگر پا جائیں گے قابو
مسلمانی کا عالم ہیں نہ چھوڑینگے پتا باقی

حسن پہلے تو کرتا ہے دعا ان کی ہدایت کی
نہ ہو منظور تو ان کو فنا فرمادے یا باقی

اشعارِ متفرقات

یہ رحمت ہے کہ بیتابانہ آئینگے قیامت میں
جو غل پہنچا گرفتارانِ اُمت کے سلاسل کا

دیگر

نہ ہے جمالِ حق نما بارہ اماموں کا جمال
اس مبارک سال میں ہے ہر مہینہ نُور کا

دیگر

فلک ہفت آسماں کے جبہ سا ہیں
تعالےٰ اللہ یہ رتبہ آستاں کا

الٰہی روشن ہوں میرے دل کی آنکھیں
جو سُرمہ ہو غبار آستاں کا

حسن ہم کو نہیں خوفِ معاصی
سہارا ہے شفیع عاصیاں کا

دیگر

خوفِ محشر سے ہے فارغ دلِ مضطر اپنا
کہ ہے محبوبِ خدا شافعِ محشر اپنا

دیگر

داغِ دل یادِ دہانِ شہ میں مرجھائینگے کیا
جنکو دیں کوثر سے پانی گل وہ کُملائیں گے کیا

جس قدم کا عرش پامالِ خرامِ ناز ہو
اس کے نیچے موم یہ پتھر نہ ہو جائیں گے کیا

جنکی پیاری انگلیوں سے نُور کے چشمے بہے
اُن سے عصیاں کے سیہ نامے نہ دُھلجائیں گے کیا

کوثر و تسنیم کس کے ہیں ہمارے شہ کے
حشر کے دن پھر ہمیں پیاسے بھی رہجائیں گے کیا

دیگر

کیا بیاں ہو عز و شانِ اہلِ بیت
کبریا ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

دیگر

لاش میری ہو پڑی یارب میانِ کوئے دوست
پڑتی ہو اُڑ اُڑ کے گردِ رہروانِ کوئے دوست

دیگر

مولےٰ دکھا دو جلوۂ دیدار الغیاث
بے چین ہے بہت دلِ بیمار الغیاث

دیگر

کیا خوف ہو خورشیدِ قیامت کی تپش کا
کافی ہے ہمیں سایۂ دامانِ محمدؐ

ہوتے ہیں فدا مہر و قمر حسنِ بیاں پر
پڑھتا ہوں جو مدحِ رُخِ تابانِ محمدؐ

دیگر

رنگِ چمن آرائی اُڑانے کی ہوا میں
چلتی ہے صبا دامنِ مولےٰ سے لپٹ کر

دیگر

رو رہا ہوں یادِ دندانِ شہِ تسنیم میں
عین دریا میں ہے مجھ کو آبِ گوہر کی تلاش

سایۂ نخلِ مدینہ ہو زمینِ طیبہ ہو
تختِ زریں کی مجھے خواہش نہ افسر کی تلاش

چھوڑ کر خاکِ قدم اکسیر کی خواہش کرے
خاک میں ملجائے یارب کیمیا گر کی تلاش

ان لبوں کی یاد میں دل کو فدا کیجے حسن
لعل پتھر ہیں کریں ہم خاک پتھر کی تلاش

دیگر

ہے شادیٔ تجلیِ جاناں مآلِ عشق
کیونکر نہ ہو خوشی سے گوارا ملالِ عشق

لا پھول ساقیا کہ گلِ داغ کھل گئے
آئی ہے جو بنوں پہ بہارِ جمالِ عشق

جس کو یہ سرفراز کرے وار ہو نصیب
کیا کیا بیان کیجیے اوج و کمالِ عشق

مدہوشیوں کے لطف اُٹھاؤں میں آہ حسن | دل پر مرے گرے کہیں برقِ جمالِ عشق

دیگر

شمسُ العُظما امامِ اعظم | بدرُ الفقہاء امامِ اعظمؒ
مقبولِ جنابِ مُصطفائی | محبوبِ خدا امامِ اعظمؒ
چالیس برس نہ سوئے شب بھر | تاج العُرفا امامِ اعظمؒ
گمراہ ہوں کس طرح مقلد | ہیں راہنما امامِ اعظمؒ

دیگر

کیا کہوں کیا ہیں مرے پیارے نبیؐ کی آنکھیں | دیکھیں ان آنکھوں نے نورِ ازلی کی آنکھیں
نیم وا غنچۂ اسرارِ الٰہی کہیئے | یا یہ ہیں نرگسِ باغِ ازلی کی آنکھیں
دُھل گئی ظُلمتِ اعمال پڑی جس پہ نظر | عینِ رحمت ہیں شہِ مطلبی کی آنکھیں
چشمِ بد دُور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ | ہم نے دیکھیں نہ سُنیں ایسی کسی کی آنکھیں

دیگر

کس کا جلوہ نظر آیا مجھ کو | آپ میں دل نے نہ پایا مجھ کو
لب و حسنِ نمکین کے آگے | نمک و قند نہ بھایا مجھ کو
اے مرے ابرِ کرم ایک نظر | آتشِ غم نے جلایا مجھ کو
جب اُٹھا پردۂ غفلت دل سے | ہر جگہ تو نظر آیا مجھ کو
پردہ کھُل جائیگا محشر میں مرا | گر نہ دامن میں چھپایا مجھ کو
کیوں کھلی رہتی ہے چشمِ مشتاق | کون ایسا نظر آیا مجھ کو
کیا کہوں کیسی وہ صورت تھی حسن | جس نے دیوانہ بنایا مجھ کو

دیگر

گلُو! دیکھو ہمارے گل کی نکہت ہو اور ایسی ہو | قمر میری نظر سے دیکھ طلعت ہو اور ایسی ہو
شہا نامِ خدا تیرا تو کیا کہنا کہ خالق کو | ترے پیر و بھی پیارے ہیں محبت ہو اور ایسی ہو

دیگر

یارب وہ دل دے جسمیں کسی کی دِلا نہ ہو | غیرِ خدا نہ ہو کوئی جُز مصطفٰے نہ ہو
صُورت بنائی حق نے تری اپنے ہاتھ سے | پیارے ترا نظیر نہ پیدا ہُوا نہ ہو
اے بوالہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں | جب تک تُو خاکپائے حبیبِ خدا نہ ہو
یارب وہ نخل سبز رہے جسکی شاخ میں | جُز داغِ عشق اور کوئی گُل کھِلا نہ ہو

دیگر

معاذ اللہ اُس دل کو عذابِ حشر کا غم ہو | کہ جس کا حامی و یاور جنابِ غوثِ اعظمؓ ہو
لبِ جاں بخش نے دی جانِ تازہ دین و ایماں کو | محی الدین نہ کیونکر پھر تمہارا اسمِ اعظم ہو
جِلا دیتے ہو مُردوں کو دلِ مُردہ جِلا دیجے | تُم اس اُمت میں شاہا یادگارِ ابنِ مریم ہو

اصحابِ پاک ہیں ہی شمارِ معاویہ	دیگر	کیونکر بیاں ہو عزّ و وقارِ معاویہ
آپ ہیں ختمِ رُسل ختمِ رسالت مہر ہے	دیگر	آپ آئینہ ہیں وہ تصویر پُشتِ آئینہ
گر رسالت کی گواہی چاہتے ختمِ رسل		بول اُٹھا طوطیٔ تصویرِ پُشتِ آئنہ
غُبارِ بیکساں کو کوئی پہنچادے مدینہ تک	دیگر	لپٹتا ہے ہر اک دامن سے سب کے پاؤں پڑتا ہے
فانی فانی ہستی فانی	دیگر	باقی باقی باقی فانی
ہستی کی پھر ہستی کیا ہو		ٹھیری جب یہ بنا بھی فانی
نفس کا فرناز ہے کس پر		ہے سب رام کہانی فانی
میرا تیرا کب تک پیارے		ہیں بھی فانی تُو بھی فانی
طعمۂ خاک ہیں شاہ گدا سب		تخت و تاج و گدائی فانی
نیست ہیں یہ سب مجنوں عاقل		صحرا فانی بستی فانی
دیکھ لے حالِ حباب و شرر کو		دَم میں ہو گئی ہستی فانی
ایک بقا ہے ذاتِ خدا کو		باقی ساری خدائی فانی

قولِ حسن سن قولِ حسن ہے
باقی باقی فانی فانی ۔

تواریخ

تاریخ طبع نتیجۂ فکر عرش پیما عالیجناب اعلحضرت مجدد مائۃ حاضرہ قبلہ وکعبہ مولنا مولوی حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قوتِ بازوئے من سنّی نجدی فگن ۔	حاج و زائر حسن سلمہٗ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت	شعر نگو دیں نوشت خود ز بہر زیب وطن
شرع ز شعرش عیاں عرش بہ بیتش نہاں ۔	سنّیہ را حرز جاں نجدیہ را سر شکن

قلقل ایں تازہ جوش بادہ بہنگام نوش	نور فشاند بگوش شہد چکاں در دہن
کلک رضا سالِ طبع گفت بہ افضالِ طبع	زانکہ ز اقوالِ طبع کلک بود نغمہ زن
اوج بہیں محمدت جلوہ گہِ مرحمت ۱۳۲۶ھ	عافیت عاقبت باد نوائے حسن ۱۳۲۶ھ
باد نوائے حسن باب رضائے حسن ۱۳۲۶ھ	باب رضائے حسن باز بہ جلب منن ۱۳۲۶ھ
باز بہ جلب منن بازوِ بخت قوی ۱۳۲۶ھ	بازوِ بخت قوی نیک حجاب محن ۱۳۲۶ھ
نیک حجاب محن فضل عفو و نبی ۱۳۲۶ھ	فضل عفو و نبی حبل وی و حبل من ۱۳۲۶ھ

ولہ زید مجدہ

نعت حسن آمدہ نعت حسن ۱۳۲۶ھ	حسن رضا باد بزیں سلام ۱۳۲۶ھ
انّ من الذوق لسحر ہمہ ۱۳۲۶ھ	اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃ تمام ۱۳۲۶ھ
کلک رضا داد چناں سال آں ۱۳۲۶ھ	یافت قبول از شہِ رأس الانام ۱۳۲۶ھ

مختصر تذکرہ حضرت مصنف نوّر اللہ مرقدہُ السامی از شاعرِ گرامی جناب حکیم سیّد برکت علی صاحب نامی بریلوی

سرگذشتِ عہدِ گُل را از نظیری بشنوید ✤ عندلیب آشفتہ تر میگوید ایں افسانہ را

آہ چمنستان سخن کا وہ سرسبز و شاداب گلشن جس میں طرح طرح کے غنچے تر و تازہ نظر آتے تھے۔ آج ایک کملایا ہوا پھول بصد حسرت و حرمان نظر آ رہا ہے کہ زمانہ کے ناگوار صدموں سے مرجھا گیا ہے۔ آہ! یہ پھول کونسا ہے۔ یہ حضرت استاذی حسن بریلوی ہیں جن کے کمال سخن کی خوشبوؤں سے چمن شاعری مہک رہا تھا۔ جن کی رنگینیٔ کلام کی سرسبز و شاداب شاخیں میدانِ سخن کو گھیرے ہوئے تھیں۔ جن کے محاورات کی بندشیں عالم و عالمیان کو اپنا وارفتہ بنائے ہوئے تھیں۔ اور کیوں نہ ہوتے آخر کس کیاری کے پھول تھے کس چشمہ سے سیراب ہوئے تھے۔ یہ اپنے پدرِ بزرگوار اعلےٰ حضرت امام العلما حضور سیدنا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کے خزائن علم و عقل سے مستفیض اور جواہر معانی و فضل سے بہرہ ور تھے۔ اور سرچشمۂ سخن فصیح الملک بلبل ہندوستان حضرت استاد داغ دہلوی مرحوم کی نہروں سے اپنے گلستانِ شاعری کے پودوں کو سینچا تھا۔ ایک مدت تک ریاست رام پور میں رہ کر استاد کے گلشن سخن سے گل چینی فرماتے رہے۔ اور بریلی آکر اپنے اخی معظم مرکز دائرہ علوم مجدد مائۃ حاضرہ عالم اہلسنت حضرت مولٰینا مولوی حاجی مفتی جناب محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ دام اللہ

تعالےٰ برکاتہم وافضالہم کی صحبت سے فیضِ معنوی حاصل کیا کیئے۔ غرض ۲۲ ربیع الآخر ۱۲۷۶ھ سے ۳۔ شوال ۱۳۲۶ھ تک اِسی گھر میں نشو و نما پائی۔ اللہ اللہ خوش قسمتی دیکھیے کہ سنِ رحلت سے ایک ہی سال پہلے حج بیت اللہ کے اہم فرض کو پورا کر کے اپنے اندر سچے اور پاک قلب کو زیارتِ حرمین طیبین کے چمکتے ہوئے نور سے منور کیا۔ اُس سچے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی سچی محبت نے اُن کے دِل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ واپس آکر دُنیوی کاموں کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا۔ آتے ہی اُن کے جذبِ محبت نے اُن کو طبعِ دیوانِ نعت پر آمادہ کر دیا۔ اور اشاعت شروع کرادی۔ انشاء اللہ العظیم سرکارِ کریم سے وہ حُسنِ قبول فرمایا کہ دیوان طبع ہی میں یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کا حکم پہنچا وہ تو اچھے تھے۔ اور انشاء اللہ الکریم بہت اچھے رہے۔ مگر مہجوروں پر گزری جو گزری۔ اُف اس قیامت خیز سین کو ناؔمی محزون کے قلم و زبان کے دِل میں کہاں قوت جو کچھ بھی لکھ سکے۔ لہٰذا سلسلہ مضمون کو اِسی وعدہ پر ناتمام چھوڑ کر رخصت ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد کسی موقع پر مضمون پورا کر دیا جائے گا۔

تاریخ وفات حضرت مصنف

از نتیجہ طبع گرامی حکیم سید برکت علی صاحب ناؔمی تلمیذ مصنف

ناؔمیِ خستہ نہ نالم بچہ رو
دلم از فرقتِ اُستادم سوخت
ہر کہ پرسید ز من باعثِ غم
سالِ فوتش ز جوابم جو ید

کوہ افتاد دریا افتاد
از لبم چوں نہ برآید فریاد
گفتمش سوئے جناں رفت اُستاد
دیگر امروز نمیدارم یاد
۱۳۲۶ھ

ملنے کا پتہ
مکتبہ رضویہ
نیو ... آرام باغ